ان افراد کے لیے جو چاہتے ہیں کہ ان پر ہمیشہ ہمیشہ اللہ کریم کی نعمتوں کی بارش برستی رہے

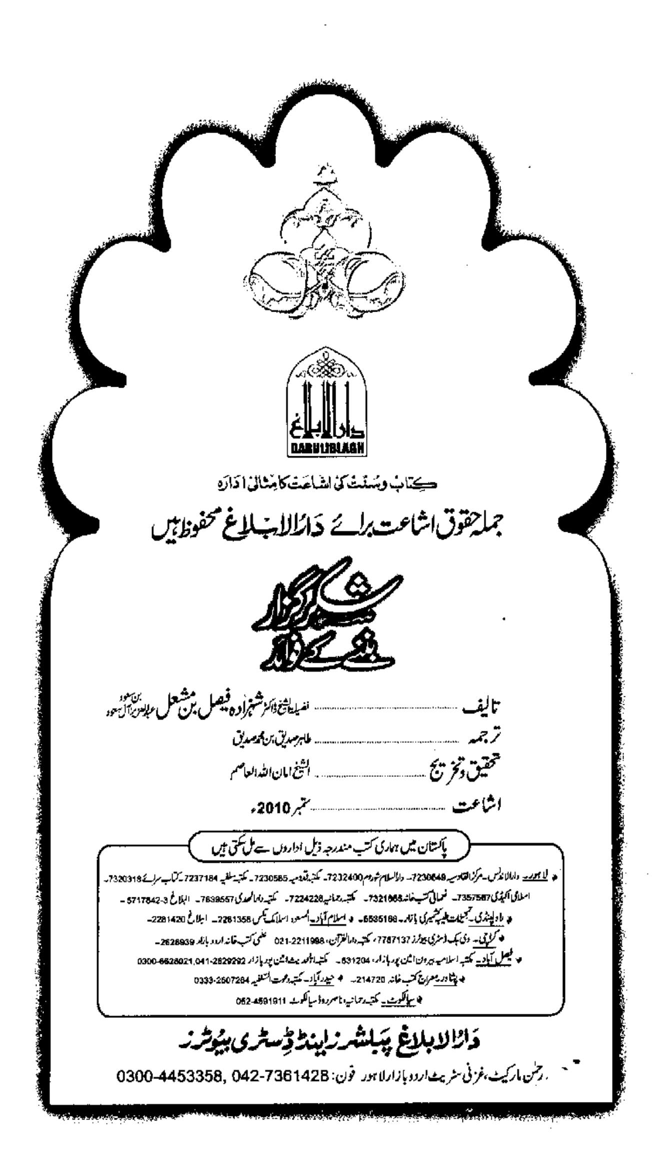
قرآن و سنت کی روشنی میں رہنمائی

شکر گزار بننے کے فوائد

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر شہزادہ فیصل بن مشعل بن سعود عبدالعزیز آل سعود

دار الابلاغ
DARULIBLAGH


شکرگزار
بننے کے فوائد



کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

شکر گزار بننے کے راز

تالیف .... فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر شہزادہ فیصل بن مشعل بن سعود عبدالعزیز آل سعود

ترجمہ .... طاہر صدیق بن محمد صدیق

تحقیق و تخریج .... الشیخ امان اللہ العاصم

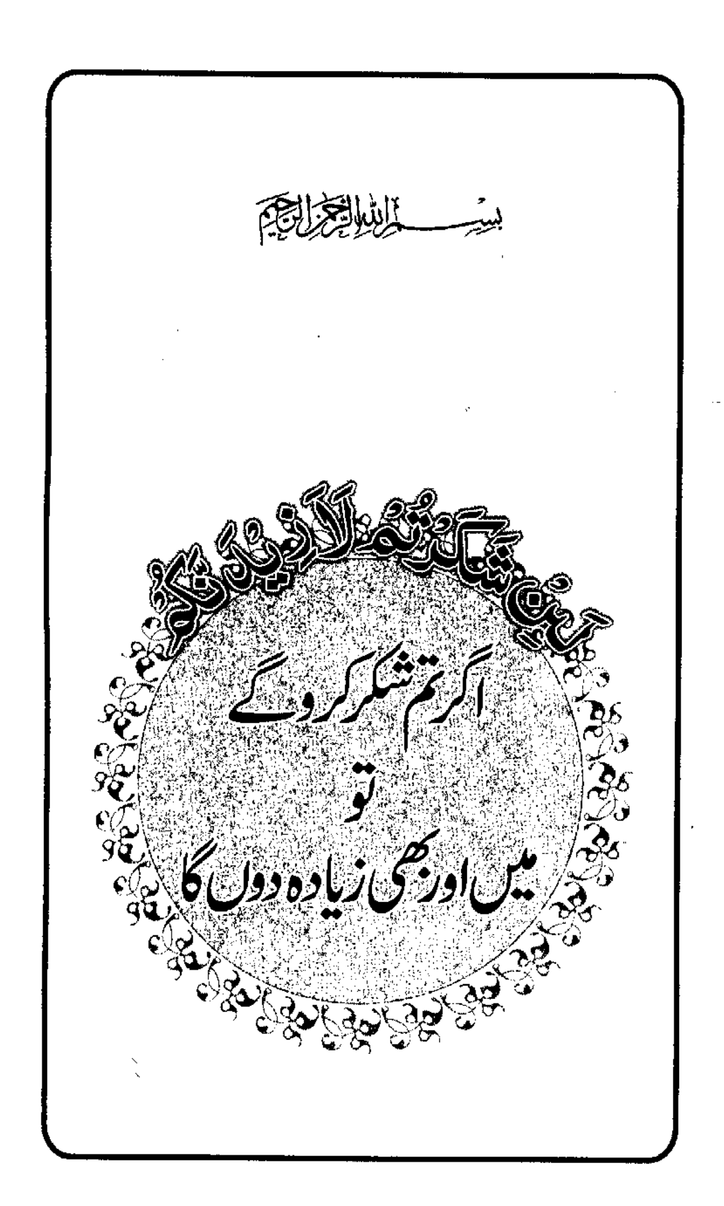
اشاعت .... ستمبر 2010ء

دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 042-7361428, 0300-4453358



ان افراد کے لیے جو چاہتے ہیں کہ ان پر ہمیشہ ہمیشہ اللہ کریم کی نعمتوں کی بارش برستی رہے
قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی
شکر گزار
بننے کے فوائد
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر شہزادہ فیصل بن مشعل بن سعود عبدالعزیز آل سعود
تحقیق وتخریج: الشیخ امان اللہ العاصم ترجمہ: طاہر صدیق بن محمد صدیق
دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 042-37361428, 0300-4453358


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لئن شکرتم لأزیدنکم
اگر تم شکر کرو گے
تو
میں اور بھی زیادہ دوں گا



آئینہ کتاب



حرف تمنا

جی شکریہ!

جب کوئی شخص کسی سے نیکی کا برتاؤ یا سلوک کرتا ہے اور وہ ردعمل میں ممنونیت میں صرف اتنا کہہ دے کہ جی شکریہ! تو مخاطب اس کا یہ جواب سن کر خوش ہو جاتا ہے، اس کے دل و دماغ میں ٹھنڈک وطمانیت کا خوشگوار احساس ہوتا ہے۔ کسی کی عطا، مہربانی، یا نیک سلوک و احسان پر شکریہ ضرور ادا کرنا چاہیے۔ اس کے انسان کو کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں، نقصان کچھ نہیں۔ ویسے یہ ہر فرد کا اخلاقی فرض بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ .)) ❶

''جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اپنے خالق و مالک کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا۔''

شکریہ ادا کرنے کا ایک بڑا فائدہ خالق کائنات نے قرآن میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراهيم: ١٤/ ٧)

''اگر تم شکریہ ادا کرو گے تو میں اور زیادہ دوں گا۔''

---

❶ سنن الترمذی: کتاب البر والصلة، باب الشكر لمن احسن اليه، حديث: ١٩٥٥۔ مسند احمد بن حنبل: ٢/ ٢٥٨، حديث: ٧٤٩٥.

اندازہ لگائیں کہ اللہ کریم کتنا قدر دان ہے کہ اگر شکریہ ادا کریں، اس کی نعمتوں پر، رحمتوں پر، برکتوں پر اور شکرانے کے الفاظ اپنی زبان سے ادا کریں تو وہ اور زیادہ نعمتیں عطا کر دیتا ہے۔ ہمارے ہاں اگر کوئی شخص کسی کو صرف سگریٹ سلگانے کے لیے لائٹر یا ماچس ہی دے دے تو وہ اس کا ممنون ہو کر بار بار شکریہ ادا کرتا ہے، شکریہ، مہربانی، نوازش، کرم اور تھینک یو، وغیرہ جیسے الفاظ اپنی زبان سے ادا کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں انسان اپنے خالق و مالک اللہ کریم کے احسانات کو تو کبھی شمار بھی نہیں کرسکتا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب ''الفوز الکبیر'' کے شروع میں ہی اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:

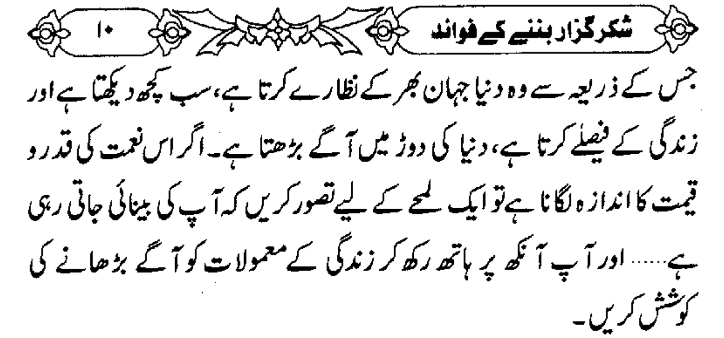
((آلاءُ اللّٰهِ عَلٰى هٰذَا الْعَبْدِ الضَّعِيفِ لَاتُعَدُّ وَلَا تُحْصَى .)) [1]

''اس ضعیف و ناتواں بندے پر اللہ کریم کی نعمتیں اس قدر ہیں کہ نہ تو ان کا احاطہ کیا جاسکتا ہے اور نہ انھیں شمار کیا جاسکتا ہے۔''

اگر بندہ دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں فوائد و ثمرات اور بے بہا نعمتیں حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ مخلوق کا شکریہ ادا کرنے سے پہلے ہر دم اپنے خالق کی عطاؤں کا شکریہ ادا کرتا رہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے کہتا ہوں کہ انسان تو اللہ کریم کا صرف اس ایک آنکھ عطا کرنے کا شکریہ بھی ادا نہیں کرسکتا، کہ

---

[1] الفوز الكبير: صفحه: ١٧ (دار الحديث ملتان).



جس کے ذریعہ سے وہ دنیا جہان بھر کے نظارے کرتا ہے، سب کچھ دیکھتا ہے اور زندگی کے فیصلے کرتا ہے، دنیا کی دوڑ میں آگے بڑھتا ہے۔ اگر اس نعمت کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانا ہے تو ایک لمحے کے لیے تصور کریں کہ آپ کی بینائی جاتی رہی ہے...... اور آپ آنکھ پر ہاتھ رکھ کر زندگی کے معمولات کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں۔

ایک آنکھ ہی کے بغیر آدمی کی زندگی اندھیر ہے تو باقی اعضائے جسم قوتوں، سوچوں اور دوسری بے شمار عنایتوں پر بندے کو چاہیے کہ اللہ کریم کا شکریہ ادا کرتا رہے۔ کس طرح شکریہ ادا کرے کہ اللہ کریم خوش ہو جائے اور بندے پر اپنی رحمتوں، برکتوں، رضاؤں اور نعمتوں کی رم جھم رم جھم بارش برسا دے......! اس مقصد کے حصول کے طریقے اس کتاب میں بتائے گئے ہیں۔

آپ پہلی فرصت میں اسے پڑھیں، ان پر عمل کریں اور زیادہ سے زیادہ اللہ کی نعمتیں کو لوٹنے والے بنیں۔

خادمِ کتاب و سنّت



۲۵ نومبر ۲۰۰۸ء لاہور





انتساب

ہر اس بندے کے نام جو اللہ سے ہمیشگی نعمت کا طلب گار ہو، ہر اس شخص کا نام جو شکر کی ایسی کیفیت کو جانتا ہے جو نعمتوں کو دوام بخشتی ہیں۔ اس شخص کے نام جس پر اللہ نے اپنی نعمتوں کی بارش کی، جنہیں وہ جانتا ہی نہیں، بلکہ وہی رب کریم ہی ان نعمتوں کو جانتا ہے۔ اس شخص کے نام جو چاہتا ہے اس پر مزید انعامات کیے جائیں، اور ہمیشہ کیے جائیں۔ یہ کتابچہ ہر اس شخص کو ہدیہ کرتا ہوں جس پر اللہ نے نعمتوں کی بارش کی، اور اس نے ہر لحاظ سے ان کا اعتراف کیا، اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس کتابچہ کو ہمارے لیے منافع بخش بنائے، میرا اور ان لوگوں (جن کے نام میں نے یہ کتابچہ کیا ہے) ایسے نیک بندوں میں شمار کرے جنھیں تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتے ہیں اور جب انعامات کی بارش ہوتی ہے تو شکر کرتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ ہمارے گناہ معاف فرمائے، اور ہماری خطاؤں پر پردہ ڈالے، بے شک وہ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔





پیش لفظ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى عَبْدِهِ الْمُصْطَفٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ وَالَاهُ وَبَعْدُ:

بے شک اللہ نے اپنے بندوں پر بے شمار نعمتیں کی ہیں، ان میں سے سب سے بڑی نعمت اسلام ہے۔ اور یہ کیا ہی عظیم نعمت ہے، اس کے علاوہ بے شمار نعمتیں ہیں، جنہیں ایک بندہ اپنی محدود عقل کی وجہ سے شمار نہیں کر سکتا، بلکہ حیران ہو جاتا ہے، اس کا حساب لگانا تو اللہ کا ہی کام ہے۔ اگر یہ بات ڈھکی چھپی نہیں، یہ نعمتیں خدا کی طرف سے ہیں تو پھر بندے کے لیے ضروری ہے کہ ان انعامات کی ہمیشگی پر حریص ہو، اور دوام نعمت ممکن ہی نہیں جب تک کہ شکران نعمت نہ کی جائے، یعنی شکر ہی ایسی نعمت ہے، جو دوسری نعمتوں کو دوام بخشتی ہے جس کا بیان وضاحت کے ساتھ اللہ کے اس قول میں آیا ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراهيم: ١٤/ ٧)

"اگر تم شکر ادا کرو تو میں زیادہ نعمتیں دوں گا۔"

شکر ہمیشگی نعمت کا راز ہے، پس جس نے شکر گزاری کی روش اختیار کی، وہ کبھی نعمتوں کی فراوانی سے محروم نہ ہوا، اور شکر بہت قدر و منزلت والا کلمہ ہے، اللہ نے اس کا حکم دیا اور کفران نعمت سے منع کیا، اور اس نے شکر گزاروں کی تعریف کی، نیز ان کو اپنی خاص مخلوق میں شمار کیا، اور شکر گزاروں سے اچھے اجر کا وعدہ کیا، اور شکر کو

اپنے مزید فضل کا سبب ٹھہرایا، نیز شکر کو نعمتوں کا نگہبان اور محافظ بنایا، اور خبر دار کیا کہ شکر گزار اللہ کی آیتوں اور نشانیوں سے نفع اٹھانے والے ہیں، اور اپنے اسمائے حسنیٰ میں سے ان کے لیے نام چنا، پس وہی ذات باری شکور ہے، اور وہ شکر گزاروں کو اپنے مشکور (اللہ) کے پاس پہنچاتا ہے، بلکہ شکر گزار ہی مشکور بن جاتا ہے، نعمت کا شکر ادا کرنا نفس انسانی کی استقامت کی دلیل ہے، بھلائی پر شکر ادا کیا جاتا ہے، جو بھلائی کی عین سیدھی اور فطری جزا ہے، اور اس عبادت سے کوئی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا، سوائے اس شخص کے جو ہر بھلائی سے محروم کر دیا گیا ہو۔ (اللہ کی پناہ)

اگر شکر سے باعزت بادشاہی اور عالی مرتبے والا مستغنی ہوتا تو اللہ بندوں کو اپنا شکر ادا کرنے کا حکم نہ دیتا، پس اس نے کہا: ''اے جن وانس میری شکر گزاری کرو۔'' جب معاملہ ایسا ہے تو میں نے اس محکم موضوع کے چند اہم مسائل پر بات کرنا پسند کی، جو میری نظر میں تزکیہ نفوس کے لیے مفید ثابت ہو سکتے ہیں، جو کوئی اللہ کی نعمت پر شکر گزاری کرتا ہے، وہ اللہ کی نعمتوں کا پاسبان ہوتا ہے، اور نعمتوں کے ملنے پر تکبر وغرور نہیں کرتا، نہ کسی انسان پر اپنی بڑھائی جتاتا ہے، اور نہ ہی نعمت کا غلط استعمال کرتا ہے، نتیجہ تزکیہ نفس کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جو شاکر کو عمل صالح کی طرف لے جاتا ہے، بلکہ نعمت کا اچھا استعمال نعمت کو بڑھانے کا سبب بنتا ہے، نعمت میں برکت ہوتی ہے، اور لوگ اس نعمت سے راضی بھی رہتے ہیں، اور نعمت والے سے بھی راضی ہوتے ہیں، اس منعم علیہ کی مدد کرتے ہیں، سوسائٹی میں اچھے تعلقات پیدا ہوتے ہیں، اور امن وامان کی وجہ سے ترقی بھی ہوتی ہے۔

بعض لوگ شکر خداوندی کے لیے صرف حمد و ثنا پر ہی اکتفا کرتے ہیں نہ اس کا عملی مظاہرہ کرتے ہیں اور نہ ہی زندگی بھر کوئی ایسا کام کرتے ہیں جس سے ثابت ہو سکے کہ یہ شکر گزار ہیں۔ ایک دوسرا گروہ ایسا ہے جو زبان سے تو حمد و ثنا اور شکر جیسے الفاظ استعمال کرتا ہے، لیکن عملاً خدا کے قوانین کا صریحاً مذاق اڑاتا ہے اور ان نعمتوں کو منعم حقیقی کی رضا کے خلاف استعمال کرتا ہے، یہی تناقض اور دورنگی ہے، یعنی دعویٰ ایمان کا اور عمل نافرمانی کا۔

پس ہم نے اس کتاب میں کوشش کی ہے کہ بعض لوگوں کے اس غلط مفہوم کو صحیح خطوط پر استوار کیا جائے، اور انہیں شکر کی حقیقت سے روشناس کیا جائے، اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی حقیقی شکر گزاری کی طرف بلایا جائے، جس میں قول و فعل کا تضاد نہ ہو، اور انہیں اللہ کی نعمتوں کو اس کی نافرمانیوں میں لگانے سے ڈرایا جائے۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایسے لوگوں میں سے بنائے، جنھیں نعمت دی جاتی ہے تو شکر ادا کرتے ہیں، اور جب آزمائش آتی ہے تو صبر کرتے ہیں، اور جب غلطی کرتے ہیں تو معافی کے طلب گار ہوتے ہیں۔

جو کچھ اس کتابچے میں صحیح اور درست ہے، وہ اللہ کی طرف سے ہے جو احسان کرنے والا ہے، اور جو کوئی غلطی اور خطا رہ گئی ہے وہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے، اللہ اور اللہ کے رسول اس سے بری ہیں، اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

مصنف ۱۴۱۸ء



شکر کا مفہوم اور حقیقت

شکر کا لغوی معنی:

اظہار احسان مندی کرنا۔ تھوڑے چارے پر صبر کرنے والا جانور جو کم چارہ کھانے کے باوجود موٹا تازہ نظر آئے۔ ❶

شکر کا متضاد لفظ کفر ہے، شکر کا لفظ قرآن پاک میں مختلف اشکال میں ستتر مرتبہ آیا ہے، جیسے اسم، فعل، مصدر، جمع، مفرد اور مبالغہ وغیرہ کے صیغے سے تاکہ اس شکر کے اثرات جو انسانی زندگی کے اخلاق پر رونما ہوتے ہیں ان کی اہمیت اور وضاحت ہو سکے۔

شکر کا اصطلاحی معنی:

شکر کے اصطلاحی مفہوم کے بارے میں اہل علم میں اختلاف پایا جاتا ہے، سب سے اچھی تعریف جو ہمیں ملتی ہے وہ ابوفیض ذوالنون مصری کی طرف منسوب ہے وہ فرماتے ہیں:

''اگر شکر اپنے سے بڑے کا ادا کیا جائے تو وہ اطاعت کی صورت میں ہوگا، اور اگر برابر والے کا ہو تو احسان کا بدلہ دینے سے، اور اگر اپنے سے کم اہم شخص کا

❶ تاج العروس: ۷/ ۵۰۔ تفسیر القرطبی: ۱/ ۴۳۸، تحت آیت ۵۲ سورۃ البقرۃ.



ہوتو اسے جزا اور بدلہ دینا، اور اس پر احسانات کرنا شکر ہے۔" ❶

سہل بن عبداللہ کہتے ہیں: "شکر سے مراد ہے، بڑھ چڑھ کر اطاعت کرنا، اور نافرمانیوں سے بچنا، چاہے ظاہری ہوں یا چھپی ہوئی۔" ❷

کہا گیا ہے کہ شکر سے مراد انعامات کرنے والے کی محبت کا دل میں گھر کر لینا، اور جسم کے سارے حصے مشکور کی اطاعت میں لگا دینا، اور زبان پر ہر وقت اس کی حمد و ثنا جاری رہنا۔ جناب جنید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "شکر یہ ہے کہ کبھی اللہ کی نعمتوں پر اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔" (جنید رحمہ اللہ نے شکر کی تعریف یہ کی ہے: "شکر کی حقیقت شکر ادا کر سکنے سے عاجزی ہے۔") ❸

شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> "یہ انکساری اور عاجزی ہے، اور نیک کاموں کا ہمیشہ کرنا، خواہشات نفس کو کنٹرول کرنا، خوب اطاعت گزاری کرنا، زمین اور آسمانوں کے مالک سے تعلق رکھنا۔" ❹

ان سب تعریفات کا نچوڑ یہ نکلتا ہے کہ انعامات کرنے والے کی تعریف اور حمد و ثنا اچھے طریقے سے کی جائے، اور اگر کوئی خطا سرزد ہو تو انعام کرنے والے کے سامنے اس کا اعتراف بھی کر لیا جائے۔

---

❶ تفسیر القرطبی: ۱/ ۴۳۸، تحت سورۃ البقرہ: ۲/ ۵۲

❷ تفسیر القرطبی: ۱/ ۴۳۸، تحت سورۃ البقرہ: ۲/ ۵۲.

❸ دیکھیے: تفسیر القرطبی: ۱/ ۴۳۸.

❹ تفسیر القرطبی: ۱/ ۴۳۸، تحت سورۃ البقرہ: ۲/ ۵۲.



شکر کی حقیقت

یہاں تھوڑی دیر کے لیے حقیقت شکر کے حوالے سے اہل علم کے اقوال ملاحظہ کرتے ہیں تاکہ غلطی کا شائبہ نہ رہے، اور ہماری زندگی صحیح خطوط پر استوار ہو سکے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شکر کی حقیقت کیا ہے؟ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"انعامات کرنے والے کے انعامات کا اعتراف کرنا، اور ان انعامات کو منعم کی نافرمانی میں نہ لگانا۔" ❶

چند عربی اشعار کا ترجمہ عرض ہے جو شاعر نے شکر کے حوالے سے کہے ہیں:

"اللہ نے تجھے رزق دیا تاکہ تو اس کی اطاعت کرے اور جو اس نے احسان کیے ان پر شکر کرے، پس تو نے اس کی نعمتوں پر شکر نہیں کیا بلکہ اس کا رزق کھا کر اس کی نافرمانی کے لیے جان بناتا رہا۔" ❷

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"عبادت کے اندر اللہ کے شکر کی حقیقت کا اظہار، اور اعتراف بندے کی زبان سے حمد وثنا کی صورت میں ہوتا ہے، یہ تو زبان سے نعمتوں کا اثر ظاہر ہوتا ہے، رہا دل سے ظاہر ہونا تو وہ حضور قلبی سے

❶ تفسیر القرطبی: ۹/ ۲۹۲، سورۃ ابراھیم، ۱٤/ ۷.

❷ تفسیر القرطبی: ۹/ ۲۹۲، سورۃ ابراھیم: ۱٤/ ۷.

عبادت کرنا، اللہ سے محبت کرنا اور جسم کے باقی حصوں سے اللہ کی مکمل فرمانبرداری سے شکر کا اظہار ہوتا ہے۔''[1]

ان تعریفات سے نتیجہ نکلتا ہے کہ شکر دل سے نعمتوں کے اقرار کا نام اور زبان سے ان کا اقرار اور عمل سے انعام کرنے والے کی رضا کے حصول میں لگے رہنا ہے۔

مثلاً: ایک انسان کو خدا نے بے شمار مال عطا کیا تو یہاں شکر کا اقرار یہ ہے کہ بندہ اس مال میں سے اللہ کا حق دے، یعنی زکوٰۃ ادا کرے، صدقہ دے، اور رشتہ داروں پر خرچ کرے، دیگر بھلائی کے کاموں میں مال دے، اور پھر اس مال کو اپنی ذات اور اہل وعیال پر بھی جائز طریقہ سے خرچ کرے۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ حلال مال تجھے ملا ہے، اسے اپنے لیے وبال جان نہ بنا لے، اور جان لے کہ قیامت کا دن حسرتوں کا دن ہو گا، سب سے زیادہ حسرت اور ندامت اس شخص کے حصے میں آئے گی، جو اپنا مال کسی دوسرے کی نیکیوں کے پلڑے میں دیکھے گا، جس کے جمع کرنے پر وارث تو خوش ہو لیکن جمع کرنے والا رنجیدہ ہو، ہائے دائمی حسرت اور بے فائدہ بوجھ۔''



[1] مدارج السالکین: ۲/ ۲٤٤.



شکر کی فضیلت

شکر کی بے شمار فضیلتیں ہیں، قرآن وحدیث میں جن کا ذکر آیا ہے، تاکہ ان فضیلتوں کی بدولت دل وجوارح کو وہ کام کرنے کا حوصلہ ملے جن کی بدولت شکر کی نعمت سمیٹی جا سکے، اور چند فضائل درج ذیل ہیں:

شکر نصف ایمان ہے:

اس سے بندے کا ایمان مکمل ہوتا ہے، سلف صالحین سے اس بارے میں بہت سے آثار ملتے ہیں، جیسے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا بیان ہے انہوں نے فرمایا: ''ایمان کے دو حصے ہیں، ایک حصہ صبر اور دوسرا حصہ شکر ہے، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو اپنے فرمان میں جمع کیا۔'' [1]

﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝٥﴾ (ابراهيم: ١٤/ ٥)

''بے شک اس میں ہر صابر وشاکر کے لیے نشانیاں ہیں۔''

اور اس معنی کی مناسبت سے ابن قیم نے پوری کتاب تالیف کی ہے جس کا نام ''عدۃ الصابرین وذخیرۃ الشاکرین'' ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ شکر کی منزلت بہت بلند ہے، اس کی منزلت تو رضا سے

---

[1] عدة الصابرين: ٨٨.



بھی زیادہ ہے۔" ❶

"پس رضا تو شکر کے تحت آتی ہے اور شکر نصف ایمان ہے اور ایمان کے دو حصے ہیں: ایک صبر اور دوسرا شکر۔ ❷

شکر رضائے الٰہی کا ایک ذریعہ:

اگر بندہ شکر گزاری کی روش پر قائم رہے تو اللہ اس سے راضی ہوتا ہے، اور اس کے شکر ادا کرنے سے بھی راضی ہوتا ہے، اور اس کی کاوشوں کو قبول فرماتا ہے، پس بندے کو اللہ کی رضا تب حاصل ہو سکتی ہے، جبکہ وہ شکر ادا کرتا رہے۔

جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ﴾ (الزمر:۳۹/ ۷)

"اگر تم شکر ادا کرو تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کرتا ہے، یعنی راضی ہوگا۔"

شکر عبادت ہے:

بلکہ شکر حقیقی بندگی پر دلالت کرتا ہے، اس لیے تو اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر قرآن مجید میں شکر اور عبادت کو ایک ہی جگہ ذکر کیا ہے۔ مثلاً:

﴿ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿١٣﴾ ﴾ (سبا:۱۴/ ۱۳)

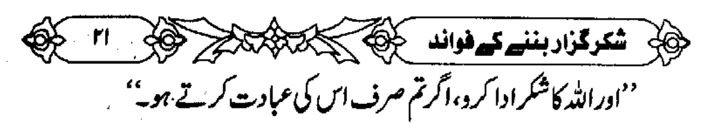
"کم ہی میرے بندوں میں سے شکر گزار ہیں۔"

اور فرمایا:

﴿ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿١٧٢﴾ ﴾

(البقرہ:۲/ ۱۷۲)

❶ عدة الصابرين: ۵۳. ❷ عدة الصابرين: ۸۸.



''اور اللہ کا شکر ادا کرو، اگر تم صرف اس کی عبادت کرتے ہو۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ﴾

(العنکبوت: ۲۹/ ۱۷)

''اور اسی کی عبادت کرو، اور اسی کا شکر ادا کرو، اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔''

یعنی جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے، وہی اس کا شکر بھی بجالاتا ہے، اور جو اس کا شکر ادا نہیں کرتا تو وہ حقیقت میں اس کی عبادت کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔

شکر کرنا انبیاء کی صفات میں سے ایک ہے:

اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ شکر عبادت کی عظیم اقسام میں سے ہے، جیسے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں قرآن میں ذکر ہے کہ جب انہیں اللہ کی وحدانیت کا راستہ مل گیا تو انہوں نے شکر کے ساتھ اللہ کی حمد و ثنا کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ ﴾ (النحل: ۱۶/ ۱۲۰-۱۲۱)

''بے شک ابراہیم ایک امت تھا، اللہ کا فرمانبردار اور یکسو تھا، اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا، اس کی نعمتوں پر شکر کرنے والا تھا۔''

یعنی وہ ایک امت تھے، اس لیے کہ وہ عمل کرنے والوں کے لیے بہترین

نمونہ تھے، جو نیکی کا کام کرنا چاہیں، اور وہ قانت تھے، یعنی ہمیشہ اطاعت پر قائم رہنے والے تھے، بالکل اخلاص کے ساتھ خدا ہی کے لیے یکسو تھے، اور آیت کا اختتام شکر کی صفت پر کیا، یعنی ان کی زندگی کی غرض و غایت اللہ کے شکر کو قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے فرمایا:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ۝۳۹ ﴾ (ابراھیم: ۱۴/ ۳۹)

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی۔''

سلیمان علیہ السلام کی حکایت قرآن میں نقل ہوئی ہے، جب اللہ نے ان پر نعمتوں کی بارش کی تو فرمایا:

﴿ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۖ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ۝۴۰ ﴾ (النمل: ۲۷/ ۴۰)

''یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو شکر کی روش اختیار کرے، پس وہ اپنے لیے ہی شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے، پس بے شک میرا رب بے پروا اور بزرگ ہے۔''

اور اللہ نے اپنے بندے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ نبوت ورسالت اور اس سے ہم کلامی ہونے والی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرے، فرمایا:

﴿ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٣﴾ ﴾

(الاعراف: ۷/ ۱٤٤)

''کہا: اے موسیٰ! بے شک میں نے تجھے اپنی رسالت اور ہم کلامی کے ذریعے دوسرے لوگوں سے چن لیا، پس لے لو جو میں نے تمہیں دیا اور شکر گزاروں میں سے ہو جاؤ۔''

اور نوح علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں تمہیں اور مومنین کو کشتی کے ذریعے بچاؤں گا، اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کو غرق کروں گا تو اس حال میں حکم ہوا کہ صرف اسی کی حمد وثنا کرو'' اور فرمایا:

﴿ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٨﴾ ﴾

(المؤمنون: ۲۳/ ۲۸)

''پس جب تم اور جو تمہارے ساتھ ہیں کشتی پر بیٹھ جاؤ تو کہو تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے نجات بخشی۔''

جناب نوح علیہ السلام شکور کی صفت سے متصف تھے، اس لیے تو میدان محشر میں

لوگ کہیں گے اللہ نے آپ کا نام شکر گزار بندہ رکھا ہے۔" یہ اللہ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے جس میں فرمایا:

﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ③﴾

(الاسراء: ۱۷/ ۳)

"اے ان لوگوں کی اولاد! جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کر دیا تھا بے شک وہ ہمارا بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا۔"

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: "اس آیت میں نوح علیہ السلام کا ذکر خصوصیت کے ساتھ آیا ہے، اور خطاب عام لوگوں کو ہے، کہ وہ ان کی اولاد ہیں، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی تابعداری کی جائے، کیوں کہ وہ آدم علیہ السلام کے بعد بنی نوع انسان کے پہلے باپ تھے، اللہ نے طوفان نوح کے بعد انہی لوگوں کو زندہ رکھا تھا جو نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں بیٹھے تھے۔" جیسے فرمایا:

﴿وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿٧٧﴾﴾ (الصافات: ۳۷/ ۷۷)

"اور ہم نے اس کی اولاد ہی کو باقی رکھا۔" اس طرح یہاں یہ حکم نکلتا ہے کہ جیسے نوح علیہ السلام شکر گزار بندے تھے، اسی طرح تم بھی شکر گزار بندے بنو۔"

تمام بنی نوع انسان کے سردار جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو قیام اللیل اتنا طویل کرتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے تھے، تو آپ سے کہا گیا: آپ یہ کام کرتے ہیں، حالانکہ آپ کے تو اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے ہیں؟

تو آپ نے فرمایا:

((أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا .)) ❶

''کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔''

اس لیے محبوب کبریا ﷺ اپنے محبوب ساتھیوں کو ایسی وصیت کیا کرتے تھے کہ وہ وصیت سونے کے پانی سے بھی لکھی جائے تو کم ہے۔ آپ نے سیّدنا معاذ سے فرمایا: ''اے معاذ! خدا کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں تم ضرور ہر نماز کے بعد یہ پڑھا کرو:

((اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ .)) ❷

''اے اللہ اپنے ذکر اور شکر اور اچھی عبادت کے ذریعے میری مدد فرما۔''

اور نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے آپ فرمایا کرتے تھے:

''اے اللہ مجھے بہت زیادہ شکر گزار اور بہت زیادہ اپنا ذاکر بنا۔'' ❸

بعض اہل علم کے نزدیک شکر کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں:

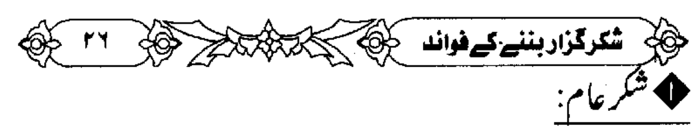
❶ شکر عام ❷ شکر خاص

---

❶ صحيح بخاري: كتاب التفسير ، سورة الفتح ، حديث: ٤٥٥٦ـ صحيح مسلم: كتاب صفات المنافقين واحكامهم ، باب اكثار الاعمال ، حديث: ٢٨١٩ .

❷ سنن ابى داؤد: كتاب سجود القرآن ، باب فى الاستغفار ، حديث: ١٥٢٢ـ سنن النسائى: كتاب صفة الصلاة ، باب نوع آخر من الدعاء ، حديث: ١٣٠٣ .

❸ سنن الترمذى: كتاب الدعوات ، باب فى دعاء النبىﷺ ، حديث: ٣٥٥١ـ سنن ابن ماجة: كتاب الدعا ، باب دعاء الرّسولﷺ ، حديث: ٣٨٣٠ .



۱ شکرِ عام:

کھانے پینے، کپڑے پہننے اور جسمانی نعمتوں پر۔

۲ شکرِ خاص:

توحید، ایمان اور قلبی طاقت جیسی نعمتوں پر۔

جنت والوں کی صفت (شکر کرنا):

ذرا جنت والوں کو دیکھیے اور جو نعمتیں اللہ نے انھیں عطا کی گئی ہیں، وہ تو ان پر بار بار اللہ کی حمد و ثنا کرتے ہیں، جیسا کہ روزِ محشر حساب و کتاب والے روز ہوگا اس کی مثالیں قابلِ ذکر ہیں۔

[۱]: جب اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے جلوہ گر ہوں گے، فرمایا:

﴿ وَ امۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۵۹﴾ ﴾ (یس: ۳۶/ ۵۹)

"اے مجرمو! آج کے دن الگ ہو جاؤ۔"

پس اس دن جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا، پھر مومنین کو نجات ملے گی، اور وہ پل صراط پر لوگوں کا حال دیکھیں گے، جو وہاں سے جہنم میں گر رہے ہوں گے، تو مومنین کہیں گے:

﴿ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ نَجّٰىنَا مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۸﴾ ﴾

(المومنون: ۲۳/ ۲۸)

"تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں ظالموں سے

نجات دلائی۔"

۲: جب مومنوں کو نہر حیات سے غسل دیا جائے گا، اور جو دنیوی میل کچیل باقی ہو گی، وہ صاف کر دی جائے گی، اور وہ جنت کو یقین کی آنکھ سے دیکھ لیں گے، وہ جنت جو اپنی نعمتوں سے جگمگا رہی ہو گی تو وہ اللہ کا شکر ادا کریں گے اور کہیں گے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ ﴾ (الاعراف: ۷/ ۴۳)

"تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں راستہ دکھایا اور اگر ہمیں اللہ ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی بھی ہدایت یافتہ نہ ہو سکتے۔"

۳: جب اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے، اور وہ نعمتیں دیکھیں گے جو اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لیے تیار کی ہیں، اور اس کا ذائقہ اور مٹھاس چکھ لیں گے تو کہیں گے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ ﴾ (الزمر: ۳۹/ ۷۴)

"تمام تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اور ہمیں اس زمین کا وارث بنایا کہ جنت میں جہاں چاہیں ہم مقام بنائیں۔"

۴: جب اہل جنت جنت کی تمام رعنائیوں، دائمی نعمتوں اور اپنے مستقل محلوں

میں پہنچیں گے، یعنی ایسے باغات جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، اور حوریں ان کی مصاحبت کر رہی ہوں گی تو اللہ کا شکر ادا کریں گے اور کہیں گے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ؀ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ﴾

(الفاطر: ۳۵/ ۳٤-۳۵)

"حمد و ثنا اس اللہ کے لیے جس نے ہم سے غم و حزن کو دور کیا بے شک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا اور اجر دینے والا ہے، (قدر دان ہے) جس نے ہمیں اپنے فضل سے دائمی رہائش والے مقام پر لا اتارا اللہ سے ہم اس کا فضل مانگتے ہیں۔"

انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر اس کی شکر گزاری کرے، اور اسی کی تعریف کرے، اور اپنے اوپر کی گئی نعمتوں کو پہچانے، اس اللہ نے اسے ان نعمتوں کے لیے دیگر مخلوق میں سے چن لیا اور اسے مومنین میں سے بنایا۔

شکر ہی ہمیشگی، نعمت کا اصل راز ہے:

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اللہ نے جو بھی نعمتیں اپنی مخلوق پر کی ہیں، یقیناً وہ اللہ کی طرف سے مخلوق کا امتحان ہے، اب جو ان نعمتوں کی قدر دانی نہ کرے اس سے اللہ یہ نعمتیں چھین بھی سکتا ہے یا پھر تھوڑے عرصہ کے لیے ناشکرے کی رسی ڈھیلی

چھوڑ دیتا ہے، پھر اچانک سب کچھ چھن جاتا ہے، جیسا کہ کچھ تھا ہی نہیں، اور وہ واصل جہنم ہو جاتا ہے۔ اللہ ہمیں اس انجام سے بچائیں۔

مگر جس نے اللہ کی نعمتوں کو پہچانا، ان کا حق ادا کیا اور ان پر اللہ کا شکر ادا کیا تو اللہ اس کی نعمتوں کی حفاظت کرتا ہے، انہیں دوام بخشتا ہے، بلکہ کثرت نعمت کرتا ہے، بڑھاتا ہے کیونکہ انسان کے شکر ادا کرنے سے ہی اس پر نعمتوں میں اضافہ ہوتا یعنی نعمتوں کے حاصل کرنے میں شکر نسخۂ کیمیا کا کام کرتا ہے۔

فرمان خداوندی ہے:

﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝٧ ﴾ (ابراهيم: ١٤/ ٧)

''اگر تم شکر گزاری کی روش اختیار کرو گے، تب میں اپنے فضل سے زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو بے شک میرا عذاب بہت سخت ہے۔''

سو اللہ تعالیٰ نے شکر کو انعامات کی زیادتی کا ذریعہ بنایا ہے، اور ناشکری کو عذاب، یہ اللہ کی طرف سے سچا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''ذکر کرنے والے میرے ہم مجلس ہیں، اور میرے زیادہ شکر گزاری کرنے والے زیادہ فضل سمیٹنے والے ہیں۔'' [1]

---

[1] مدارج السالكين: ٢/ ٢٤٦.

اللہ جس بندے کو شکر کی توفیق دیتا ہے اسے زیادہ نعمتیں عطا کرتا ہے، اور ان کی حفاظت کرتا ہے، اور بقا بھی دیتا ہے، اس لیے شکر کا نام ''حافظ'' بھی رکھا گیا ہے، کیونکہ یہ موجودہ نعمتوں کی حفاظت کرتا ہے، اور اس کا نام ''جالب'' بھی ہے، کیونکہ یہ گم شدہ انعامات کو کھینچ لاتا ہے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''نعمتوں کا تعلق شکر سے ہے اور شکر کا تعلق نعمتوں کے بڑھنے سے ہے اور اللہ کی طرف سے انعامات میں اس وقت تک کمی نہیں ہوتی جب تک کہ بندے کی طرف سے شکر میں کمی نہ آ جائے۔''[1]

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا قول ہے:

''اللہ کی نعمتیں اللہ کے شکر سے ملتی ہیں۔''

سیدنا جعفر بن محمد نے سفیان ثوری سے کہا: ''اللہ نے تجھ پر نعمتیں نازل کی ہیں اور تو چاہتا ہے کہ یہ نعمتیں باقی اور ہمیشہ رہیں تو کثرت سے اللہ کی حمد وثنا کیا کر، اور ان نعمتوں پر خدا کا شکر کر۔''

پس اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبارک میں فرمایا:

﴿وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝﴾ (ابراهيم: ١٤/ ٧)

''اگر تم شکر گزاری کرو گے تب میں تمہیں زیادہ دوں گا۔''

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

[1] شعب الايمان: ٤/ ١٢٧، حديث: ٤٥٣٢.

"اپنے محسن کا شکریہ ادا کیجیے، اور اپنے شکر گزار پر احسان کیجیے، کیونکہ ان احسانات اور نعمتوں کو کوئی دوام نہیں جن کی ناشکری کی جائے۔"

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

"اے آدم کے بیٹے! تو کیونکر نعمت الٰہی کا شکر ادا کرنے سے باز رہ سکتا ہے۔ حالانکہ اس کے شکر کے نتیجے میں اس سے کہیں بڑی نئی نعمت تجھے عطا کر دی جائے گی، لہٰذا تو ہمیشہ ہر نعمت پر شکر ادا کرتا رہ تاکہ اس سے بڑی نعمت مزید تجھے ملتی رہے۔" [1]

اس سلسلے میں یہ ضرب المثل مشہور ہے: "اگر تیرے ہاتھ احسان کا بدلہ دینے سے قاصر ہیں تو شکریہ ادا کرنے کے لیے اپنی زبان کو دراز کر۔"

سلیمان تیمی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"بلاشبہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کی اطاعت کے بقدر ان پر انعامات کیے ہیں اور ان کی طاقت کے مطابق انہیں شکر ادا کرنے کا مکلف ٹھہرایا ہے، اور ہر شکر خواہ کتنا ہی کم ہو ہر عطیہ و نعمتِ کی قیمت ہے، خواہ کتنی ہی بڑی ہو۔"

حقیقت یہ ہے کہ انسانی زندگی کی درستگی شکر کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے، اور انسانی نفوس اللہ کی طرف رجوع سے پاکیزہ ہوتے ہیں اور خیر و بھلائی پر شکر ادا کرنے سے راہِ راست پر قائم رہتے ہیں، اور منعم کے ساتھ مضبوط تعلق سے

[1] مدارج السالکین .



اطمینان پاتے ہیں۔ چنانچہ منعم حقیقی (اللہ تعالیٰ) موجود ہے، اور اس کا شکر ادا کرنے سے اس کی نعمت میں مزید اضافہ اور بڑھوتری ہوتی رہتی ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

''اپنے محسن کا شکریہ ادا کیجیے کیونکہ جب نعمتوں پر شکر ادا کیا جائے تو وہ کبھی ختم نہیں ہوتیں، اور جب ان کی ناشکری کی جائے تو وہ باقی نہیں رہتیں، شکر ادا کرنا نعمتوں میں اضافہ کا سبب ہے اور ان کے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہے۔''

چنانچہ جب تو محسوس کرے کہ تجھ پر مزید عنایات رک گئی ہیں، تو تُو شکر ادا کرنے میں مزید سرگرم ہو جا، تا کہ تو سخی اور جواد کی طرف سے مزید نعمتوں کا نظارہ کر سکے، یعنی اللہ عزوجل کی طرف سے۔ اور وہی تیرے لیے کافی ہے، یہ تو مومن بندے کے لیے دنیا کی خوشخبری ہے، جبکہ آخرت میں اس کے لیے وہ کچھ تیار ہے جسے کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسانی دل پر اس کا خیال گزرا ہے۔





شکر گزاروں کی جزا

شکر کرنے والوں کا صلہ مطلق ہے جس کی کوئی انتہا ہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے جزا کی بہت سی اقسام کو اپنی مشیت پر موقوف قرار دیا ہے۔ مثلاً:

ارشاد الٰہی ہے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں، جو کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنیں، اور نہ ہی کسی انسانی دل پر اس کا خیال گزرا ہے۔'' ❶

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر تم چاہو تو یہ آیت قرآنی پڑھا کرو ان نیک بندوں کے لیے ایسی نعمتیں چھپا کر رکھی گئی ہیں جو کسی متنفس کو معلوم نہیں ہیں، یہ ان کے اعمال کے بدلہ کے طور پر ہے۔''

﴿فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِۦٓ إِن شَآءَ﴾

(التوبہ: ۹/ ۲۸)

---

❶ صحیح بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة، حدیث: ۳۰۰۵۔
صحیح مسلم: کتاب الجنة وصفتها، حدیث: ۲۸۲۴ .

''پس عنقریب اللہ تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا، اگر وہ چاہے گا۔''

اللہ نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ وہ دعا کرنے والوں میں سے جس کی چاہتا ہے دعا قبول کرتا ہے ۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَآءَ ﴾ (الانعام:٦/ ٤١)

''پس اگر وہ چاہتا تو لوگوں سے اس مصیبت کو دور کر دیتا جس کے لیے وہ اس سے دعا کرتے ہیں۔''

یہی معاملہ رزق کا بھی ہے کیونکہ اسے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے ساتھ وابستہ قرار دیا ہے، جس کی دلیل اللہ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ﴾ (البقرہ : ٢/ ٢١٢)

''اور اللہ جسے چاہتا ہے رزق عطا کرتا ہے۔''

اسی طرح مغفرت اور بخشش بھی اسی کی مشیت و مرضی کے ساتھ وابستہ ہے، کیونکہ ارشاد باری ہے:

﴿ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ﴾ (آل عمران : ٣/ ١٢٩)

''وہ معاف کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔''

یہی حال توبہ کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ﴾ (التوبہ : ٩/ ١٥)

''وہ جس کی چاہتا ہے توبہ قبول کرتا ہے۔''

اس کے برعکس اس نے شکر کی جزا اور اس کے انعام کو مطلق رکھا ہے، اور جہاں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے اس کے ساتھ کوئی قید نہیں لگائی۔ مثلاً:

ارشاد خداوندی ہے:

﴿ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴾ (آل عمران: ۳/ ۱٤٤)

''عنقریب اللہ شکر گزاروں کو ان کے شکر کا بدلہ عطا کرے گا۔''

﴿ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴾ (آل عمران: ۳/ ۱٤٥)

''اور عنقریب ہم شکر گزاروں کو بدلہ دیں گے۔''

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی مزید عنایات کو شکر کے ساتھ لازم قرار دیا ہے اور اپنی نعمتوں میں اضافہ و زیادتی بھی اتنی کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے، جیسا کہ اس کے شکر کی کوئی انتہا نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جب دشمن خدا ابلیس کو مقامِ شکر کی قدر و منزلت کا علم ہوا، اور اسے اس بات کا پتا چلا کہ شکر عظیم ترین اور اعلیٰ مقامات میں سے ہے تو اس نے اپنی سرگرمیوں اور تگ و دو کا مقصد ہی یہ قرار دیا ہے کہ وہ انسانوں میں ان کے جذبۂ شکر کو ختم کرنے کی پوری کوشش کرے گا، چنانچہ اس نے کہا تھا:

﴿ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴾

(الاعراف: ۷/ ۱۷)

''پھر میں ان کے آگے سے آؤں گا، ان کے پیچھے سے آؤں گا ان کے دائیں سے آؤں گا اور ان کے بائیں سے آؤں گا اور تو ان کی اکثریت کو اپنا شکر گزار نہیں پائے گا۔''

پس شکر ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑی اطاعت اور بلند ترین مرتبہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ پر ایمان رکھنے والے شکر گزار اور صابر کے لیے ساری کی ساری خیر و بھلائی رکھ دی گئی ہے، خواہ وہ خوشحالی میں ہو یا بد حالی میں، خوشی میں ہو یا مصیبت میں بندۂ مومن نبی ﷺ کے اس فرمان کا مصداق ہوتا ہے، جس میں آپ نے فرمایا:

((عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ .)) ❶

''مومن بندہ کا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے، اس کا سارا معاملہ اس کے لیے سراپا خیر ہی خیر ہے اور یہ شرف صرف مومن کو حاصل ہے، اگر اسے کوئی خوشی و خوشحالی ملتی ہے تو اس پر اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے، لہٰذا یہ بھی اس کے لیے خیر ہے اور اگر وہ کسی مصیبت سے دو چار ہوتا ہے تو اس پر صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے خیر ہے۔''

❶ صحيح مسلم: كتاب الزهدوالر قائق، باب المومن امره كله خير، حديث: ۲۹۹۹۔ مسند احمد بن حنبل: ٤/ ۳۳۲، حديث: ١٨٩٥٤ .

لوكنت اعرف فوق الشكر منزلة
اوفى من الشكر عند الله فى الثمن
اخلصتها لك من قلبى مهذ بة
حذوا على مثل ما اوليت من حسن

"اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اللہ کے ہاں شکر سے زیادہ قیمتی مقام بھی ہے
تو میں یہ مقام شکر تجھے دیتا اور خود اس سے اعلیٰ مقام حاصل کرتا۔" ❶



❶ الاغانی: ۲۰/ ۱۷۰.



کیا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار ممکن ہے؟

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا ممکن نہیں، کسی بھی صورت میں ان کو گنا نہیں جا سکتا، اس کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو مقامات پر کی ہے:

﴿ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ۝٣٤ ﴾ (ابراهيم: ١٤/ ٣٤)

''اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو ہرگز ان کو شمار نہ کر سکو گے، بلاشبہ انسان بڑا ظالم اور ناشکرا ہے۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝١٨ ﴾ (النحل: ١٦/ ١٨)

''اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو ہرگز نہیں کر سکو گے، بلاشبہ اللہ غفور و رحیم ہے۔''

چنانچہ اگر ہم یہ چاہیں کہ ہم ان نعمتوں کا شمار کریں جو ہمارے پیدا کرنے والے نے ہم پر کی ہیں، تا کہ ہم ان کا شکر ادا کر سکیں اور ان کے عطا کرنے والے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ان کا بدلہ دے سکیں تو یہ ایک ناممکن چیز کی جستجو ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ ابراہیم اور سورۂ نحل کی مذکورہ آیات میں اپنی نعمتوں کو شمار کرنے اور ان کا احاطہ کرنے میں مشقت اٹھانے اور وقت ضائع کرنے کا راستہ ہی منقطع کر دیا ہے۔

مذکورہ دونوں آیات کے احکام پر غور کیجیے!

پہلی آیت:

منعم علیہ (ایسا انسان، جس پر انعام کیے گئے ہیں) کی فطرت اور مزاج ظلم اور ناشکری بتاتی ہے۔

دوسری آیت:

منعم وصاحب فضل (اللہ تعالیٰ) کی صفت یہ بیان کرتی ہے کہ وہ لوگوں کو معاف کرتا ہے اور ان پر رحم کرتا ہے اور ان پر بے شمار اور لا تعداد نعمتوں کی بارش کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کے آخر میں ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٨﴾﴾ (النحل: ١٦/ ١٨)

''یقیناً اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔''

یعنی وہ تمہاری کوتاہی کو خوب جانتا ہے، خواہ تم کتنی ہی کوشش کرو، اور وہ تمہاری غفلت اور بھول چوک سے آگاہ ہے، اسی وجہ سے اگر وہ تمہارے اندر خیر اور شکر کا جذبہ پاتا ہے تو تمہیں معاف کر دیتا ہے اور تم سے درگزر کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بندے پر اتنی زیادہ ہیں کہ نہ انھیں شمار



کیا جا سکتا ہے نہ ہی ان کی تہہ تک پہنچا جا سکتا ہے، چنانچہ جتنا بھی ہم انعامات الٰہی کو شمار کرنے کی کوشش کریں ہمارے بس سے باہر ہے۔ اس نے ہم پر اس قدر انعامات کیے ہیں اور اس قدر اپنی عنایات سے نوازا ہے کہ ہم پر لازم ہے کہ ہم ان نعمتوں پر اس کا شکر ادا کریں اور اس پر بھی ہم اس کا شکر ادا کریں جو اس نے ہم پر رحمت کرتے ہوئے ہم سے روک لیا ہے۔

امام ابو عبداللہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ﴿لَا تُحْصُوهَا﴾ کا مطلب ہے کہ ''تم اللہ کی نعمتوں کی کثرت کی وجہ سے نہ تو ان کو شمار کرنے کی طاقت رکھتے ہو اور نہ ہی ان کا احاطہ کر سکتے ہو، جیسے قوت سماعت اور قوت بصارت، صورتوں کی تقدیم، ان کے علاوہ عافیت اور رزق۔''

جی ہاں! ان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اور یہ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی کی عطا کردہ ہیں، پھر تم شکر کے بجائے ناشکری کیوں کرتے ہو؟ اور تم ان انعامات الٰہی سے اس کی اطاعت کرنے میں مدد کیوں نہیں مانگتے؟ [1]

﴿إِنَّ الْإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾﴾ (ابراھیم: ۱۴/ ۳۴)

''بلاشبہ انسان بہت بڑا ظالم اور بہت بڑا ناشکرا ہے۔''

اللہ کی نعمتوں کو احاطہ میں نہ لا سکنے کا سبب ان کی کثرت اعداد و شمار ہے، اس لیے سلیمان تیمی رحمہ اللہ کا قول ہے: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان کی حیثیت کے مطابق نعمتیں عطا کی ہیں۔''

---

[1] تفسیر القرطبی: ۹/ ۳۱۳، سورۃ ابراھیم، آیت: ۳٤.

سیدنا داؤد علیہ السلام نے عرض کیا: ''اے میرے رب! مجھ پر تیری نعمتوں میں سے جو سب سے زیادہ پوشیدہ نعمت ہے وہ تو مجھے دکھا دے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے داؤد! سانس لے۔'' انہوں نے سانس لیا، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: ''ہر وقت جاری رہنے والی میری اس نعمت کو کون شمار کر سکتا ہے؟'' [1]

جب گزشتہ بحث سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اللہ کی نعمتوں کی گنتی کرنا محال اور ناممکن ہے، تو اس کے بعد صرف یہی ایک صورت باقی رہ جاتی ہے کہ اپنے سانسوں کے ساتھ اللہ سے حیا کرتے ہوئے غلط کاموں سے رک جائیں، اس کے فضل جمیل اور عظیم احسانات پر اس کا شکر ادا کریں، پھر ہم اللہ ہی سے مدد مانگتے ہوئے اس پر بھروسا کرتے ہوئے اس کی نعمتوں اور احسانات کا دل سے شکر ادا کرنے کی مدد اور توفیق اسی سے طلب کرتے ہوئے اس کی اطاعت پر پوری طرح کار بند ہو جائیں، پس ہم اس کی تمام نعمتوں پر اجمالاً نگاہ ڈالیں، اگرچہ اجمال کی نگاہ ڈالنا بھی انسانی طاقت وادراک سے باہر ہے نہ تو ہم تفصیل پا سکتے ہیں اور نہ ہی اجمال کو پانے کی طاقت رکھتے ہیں، اے صاحب جود و کرم! یہ محض تیرا کرم ہی ہے۔



[1] تفسیر القرطبی: ۱/ ۴۳۸، سورۃ البقرۃ: آیت ۵۲ .



ہم اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر کس طرح ادا کریں؟

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنے کی اعضاء کے لحاظ سے تین صورتیں ہیں:

❶ دل سے شکر ادا کرنا:

اس کی صورت یہ ہے کہ آدمی منعم (اللہ عزوجل) سے محبت کرے، اپنے آپ کو اس کی اطاعت کا پابند بنالے، اس کی نعمتوں کا اقرار کرے اور انھیں پہچانے، اس لیے کہ شکر کی پانچ بنیادیں ہیں:

1. شکر کرنے والا اپنے محسن کے سامنے جھک جائے۔
2. اس کی محبت سے سرشار ہو۔
3. اس کی نعمتوں کا اعتراف کرے۔
4. ان نعمتوں کی وجہ سے اس کی ثنا کرے۔
5. اس کی عطا کردہ نعمتوں کو اس کے ناپسندیدہ کاموں میں استعمال نہ کرے۔

حدیث میں مذکور ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَرْبَعٌ مَنْ أُعْطِيَهُنَّ فَقَدْ أُعْطِيَ خَيْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ ذَكَرَ مِنْهُنَّ "وَ قَلْبٌ شَاكِرٌ".)) ❶

---

❶ سنن الترمذي: كتاب التفسير، سورة التوبة، حديث:٣٠٩٤۔ شعب الايمان: ٤/ ١٠٤، حديث: ٤٤٢٩.

”جس شخص کو چار چیزیں عطا کر دی گئیں تو گویا اسے دنیا و آخرت کی خیر عطا کر دی گئی، آپ نے ان میں سے ایک شکر کرنے والے دل کا ذکر فرمایا۔“

❷ زبان سے شکر ادا کرنا:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان سے اللہ کی نعمتوں کا اعتراف کرے، اس کے ذکر اور حمد سے زبان تر رہے، اور ان نعمتوں کو بیان کرے، کیونکہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴾ (الضحٰی: ۹۳/ ۱۱)

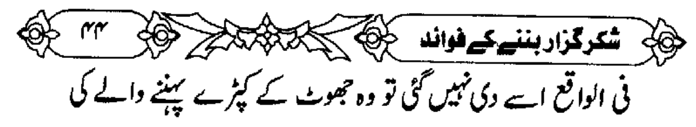
”اور اپنے رب کی نعمت کو بیان کرو۔“

اور جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ فَإِنَّ مَنْ أَثْنَى فَقَدْ شَكَرَ وَ مَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ، وَ مَنْ تَحَلَّى بِمَا لَمْ يُعْطَهُ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ.)) [1]

”اگر کسی کو کسی کی طرف سے کوئی چیز بطور عطیہ دی جائے تو اگر وہ طاقت رکھتا ہو تو اس کا بدلہ دے دے اور اگر یہ طاقت نہ رکھے تو اُس کی تعریف ہی کر دے، کیونکہ جس نے تعریف کر دی گویا کہ اس نے شکر ادا کر دیا، اور جس نے چھپایا (کلمہ خیر نہ کہا) تو گویا کہ اس نے ناشکری کی، اور جس نے اپنے آپ کو کسی ایسی چیز سے آراستہ کیا جو

[1] سنن الترمذي: كتاب البر والصلة، باب المتشبع بما لم يعط، حديث: ٢٠٣٤.



فی الواقع اسے دی نہیں گئی تو وہ جھوٹ کے کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں تین قسم کے لوگوں کا تذکرہ کیا ہے:

1. جو کسی کی طرف سے کی گئی نعمت پر اس کا شکر ادا کرتا ہے۔
2. جو اس کا انکار کرتا ہے۔
3. جو ایسی چیز کے مالک ہونے کو ظاہر کرتا ہے جس کا وہ مالک نہیں ہوتا اور غیر عطا شدہ چیز کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث میں ہے کہ:

((وَالتَّحَدُّثُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ شُكْرٌ.)) [1]

"اللہ کی نعمت کا اظہار کرنا بھی اس کا شکر ادا کرنا ہے۔"

خلاصہ:

گزشتہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی نعمتوں کا اظہار کرنا اور انھیں بیان کرنا بھی شکر ادا کرنے کی ایک قسم ہے جو کہ پسندیدہ ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اظہار نعمت میں نہ تو خود پسندی ہو، نہ فخر کا جذبہ ہو اور نہ ہی تکبیر وغرور کا شائبہ ہو، اس لیے کہ تکبر اور غرور تو سارے کے سارے عمل کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔ (اللہ کی پناہ)

۳ اعضائے جسمانی سے شکر ادا کرنا:

جیسے ہاتھ، پاؤں، کان اور آنکھ، مثلاً: مال کی نعمت کا شکر اسے راہ خدا میں

[1] مسند احمد بن حنبل: ٤/ ٢٧٨، حديث: ١٨٤٧٢.

خرچ کرنے کی صورت میں ہوتا ہے، کیونکہ شکر صرف زبان سے نہیں بلکہ ان اعضائے انسانی کو اگر اطاعت الٰہی میں استعمال کیا جائے، تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہی ہوگا، خود اللہ تعالیٰ نے عمل کو شکر کی حیثیت سے بیان کیا ہے:

﴿ اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا ؕ وَ قَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ ﴿۱۳﴾ ﴾ (السبا : ٣٤/ ١٣)

''اے آلِ داوٗد! عمل کرو شکر کی صورت میں، اور میرے بندوں میں سے کم ہی شکر گزار ہوتے ہیں۔''

اپنے رب کا شکر گزار ہی دراصل اس کی نعمتوں کا معترف ہوتا ہے، جو اللہ تعالیٰ سے راضی ہوتا ہے اللہ اس سے راضی ہوتا ہے، اسی مفہوم میں بعض سلف کا یہ قول ہے:

تین چیزوں سے شکر کی تکمیل ہوتی ہے:

① جب اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی چیز عطا کرے، تو تمہیں غور کرنا چاہیے کہ یہ نعمت تمہیں کس نے عطا کی ہے، پھر تمہیں اس کی حمد کرنی چاہیے۔

② جو کچھ اس نے عطا کر دیا ہے اس پر راضی ہو جاؤ۔

③ جب تک تم اس چیز سے نفع حاصل کرتے رہو، اور اس کی قوت تمہارے جسم میں برقرار رہے تب تک اس کی نافرمانی کا ارتکاب نہ کرو۔

جب ہم اللہ کی مذکورہ نعمتوں پر غور کرتے ہیں تو پھر ہم ان کے بارے میں کوتاہی کا رویہ پاتے ہیں، کتنے ہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فیض یاب

ہوتے ہیں، مگر اس کے احکام سے غافل اور بے پروا ہوتے ہیں، اور کتنے ہی لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں ملتے ہیں، مگر اس کی نافرمانی کا ارتکاب کرتے ہیں۔

انسانی اعضاء سے شکر کرنے کے دو طریقے:

① وجودی: اپنے تمام اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کرنا۔

② عدمی: ان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال نہ کرنا۔

مثلاً: کان اور آنکھ اللہ کی عطا کردہ بہت بڑی نعمتیں ہیں، ان کا شکر ادا کرنے کی صورت یہ ہے کہ ان سے اللہ کی رضا اور خوشنودی کے کام کیے جائیں، لہٰذا اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو نہ سنا جائے اور نہ ہی ان کو دیکھا جائے، لیکن اگر ان کا ارتکاب کیا تو گویا ہم نے اللہ کے لیے اپنے شکر میں خلل ڈال دیا۔

نبی کریم ﷺ سے مروی ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ أَنْ یَرٰی أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلٰی عَبْدِهِ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھے۔''

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جس نے اپنے اعضاء کو اطاعت الٰہی میں استعمال کرنے کی صورت میں نعمت کا اظہار کیا اور اس نعمت کو عام کیا تو گویا اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور جس نے نعمت کو چھپایا اور اس کا اظہار نہ کیا تو گویا اس نے اس کی ناشکری کی۔

---

[1] سنن الترمذی: کتاب الادب، باب ان الله تعالٰی یحب ان یری اثر نعمته علی عبده، حدیث: ۲۸۱۹.



خلاصۂ کلام:

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ تین مذکورہ بنیادوں (زبان، دل اور اعضاء) کے یکجا ہوئے بغیر شکر ادا نہیں ہوسکتا، چنانچہ جس نے ان تینوں میں سے کسی ایک کو چھوڑ دیا گویا کہ اس نے شکر کی خلاف ورزی کی یا اس کے کمال لازم سے محروم ہو گیا، لوگ ان مراتب کی بجا آوری میں مختلف ہونے کی بنا پر شکر ادا کرنے میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، اسی بنا پر یہ کہا گیا ہے کہ شکر کی دو صورتیں ہیں:

۱ عام ۲ خاص۔

۱ عام شکر:

یہ ہے کہ زبان سے حمد کی جائے، اور اس بات کا اعتراف کیا جائے کہ یہ نعمت اللہ کی طرف سے ہی ہے۔

۲ خاص شکر:

یہ ہے کہ زبان پر حمد الٰہی کا ترانہ ہو اور دل اس کی معرفت سے سرشار ہو، اعضاء اس کی اطاعت میں لگے ہوئے ہوں، زبان اور دیگر اعضاء اس کی حرام کردہ چیزوں سے محفوظ اور بچے ہوئے ہوں۔





حصول شکر کے عوامل

اللہ تعالیٰ کی حمد، شکر اور اس کی ثنا و تعریف کے کچھ اسباب اور عوامل ہیں جو اس کے حصول کا ذریعہ ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

1 تقدیر پر راضی ہونا:

اسی پر خوش رہیے جو کچھ آپ کی قسمت میں لکھ دیا گیا ہے، پس اگر آپ اپنے اسی حصے پر پوری طرح قانع اور مطمئن ہو گئے جسے اللہ تعالیٰ نے اس دنیائے فانی میں آپ کے لیے مقدر کیا ہے، اور اس بات پر یقین کامل رکھا کہ جو کچھ آپ کو ملنا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا، اور جو کچھ آپ کو نہیں ملنا اسے کوئی دے نہیں سکتا، اور یہ کہ جو کچھ آپ کو اللہ عزوجل کی طرف سے ملا ہے وہی آپ کے لیے سب سے بہتر ہے، تو اس کے نتیجہ میں آپ خوشگوار اور مطمئن زندگی بسر کریں گے، تقدیر کے اصول کے مطابق یہ قناعت پسندی اللہ کے فضل سے آپ کو اللہ کی عطا کردہ تمام نعمتوں پر حمد و شکر ادا کرنے کی توفیق دے گی۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سِرْبِهِ مُعَافًى فِي جَسَدِهِ عِنْدَهُ قُوْتُ يَوْمِهِ فَكَاَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا .)) [1]

[1] سنن الترمذی: کتاب الزهد، باب في التوكل على الله (باب منه) حديث: ٢٣٤٦.

’’تم میں سے کسی نے اس حال میں صبح کی کہ اس کا دل مطمئن ہو، اس کا جسم تندرست ہو، اور اس کے پاس اس دن کی خوراک موجود ہو تو گویا ساری دنیا اس کے لیے سمیٹ دی گئی ہے۔‘‘

۲ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر غور کرنا:

اللہ عزوجل نے آپ کو صحت و تندرستی سے نوازا ہے، آپ کی حفاظت کا سامان عطا کیا ہے، آپ کو یہ شرف بخشا ہے کہ آپ کے والدین آپ سے خوش اور راضی ہیں، اسی نے آپ پر اپنی ظاہری و باطنی ہر قسم کی نعمتوں کی تکمیل کی ہے اور آپ کو بصیرت کے ساتھ ساتھ بصارت کی قوت سے بہرہ مند کیا ہے۔ اسی طرح اس نے آپ پر قوت سماعت (سننے کی قوت) بولنے کی قوت، بہترین جسمانی ساخت، سلامتی اعضاء اور آپ سے لوگوں کی محبت کی تکمیل کی ہے، ان سب سے بڑھ کر یہ کہ اس نے آپ کو صحیح العقیدہ ہونے کا احسان فرمایا ہے، بلاشبہ عقل سلیم رکھنے والوں اور فطرت مستقیم رکھنے والوں کے نزدیک ان فضائل میں غور وفکر کرنے کا ایک بہت بڑا اثر ہے، لیکن یہ اثر اللہ کا شکر اور اس کی حمد کرنے سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔

۳ نعمتوں کے حوالے سے لوگوں کی حالت:

اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کے ساتھ لوگوں کے حالات پر غور کیجئے، کتنے ہی لوگ ہیں جو آپ کے مقابلہ میں دین، رزق اور صحت و عافیت میں آپ سے کمتر ہیں، ذرا سوچیے تو سہی کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے آپ کو ان پر فضیلت عطا کی ہے، کس

طرح آپ کو خیر کثیر سے نوازا ہے اور اپنی بہت سی مخلوق پر آپ کو ترجیح دی ہے؟ اگر آپ اس پر غور کریں گے تو اپنے اوپر اللہ کی بے پایاں عنایات اور اس کی نعمتوں پر اس کے لیے شکر کے جذبات سے سرشار ہوں گے۔ پھر ذرا سوچیے کہ کتنے لوگ آپ سے کہیں زیادہ اللہ کے عبادت گزار اور اس کے شکر گزار ہیں بلکہ بسا اوقات مال و دولت میں بھی آپ سے بڑھے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا و آخرت کی خیر سے بیک وقت نوازا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ .)) [1]

''حلال وطیب مال نیک آدمی کے لیے کتنا ہی خوب ہے۔''

پس اللہ کے عطا کردہ انعامات پر غور کیجئے اور سوچیے کہ اس نے ان لوگوں کو کیسے آپ پر فضیلت دی ہے؟ پھر اپنی کوتاہی پر خود ہی اپنا مناسب محاسبہ کیجیے تو اس کے نتیجے میں یقیناً آپ اپنے رب کے شکر گزار بندے بنیں گے، تو اس طرح آپ اپنے سے سبقت لے جانے والوں کو پا لیں گے اور اپنے سے پیچھے رہنے والوں سے آگے بڑھ جائیں گے۔

کتنے ایسے لوگ ہیں جو مال و دولت یا رزق کے لحاظ سے آپ کے مقابلہ میں بہت بڑھے ہوئے ہیں، حالانکہ وہ شکر کی نعمت سے انکاری ہیں اور اللہ کی جناب میں کوتاہی کرنے والے ہیں مگر آپ ان جیسوں کی طرف نہ دیکھیں اور نہ

[1] مسند احمد بن حنبل: ٤/ ١٩٧ ، حدیث : ١٧٧٩٨۔ شعب الایمان:٢/ ٩١ ، حدیث: ١٢٤٨ .

ہی ان کی پیروی کریں ان کی یہ دولت مندی و خوشحالی آپ کے لیے مال داری یا تنگدستی یا ان سے اللہ کے راضی ہونے کا پیمانہ ہرگز نہ بننے پائے، کیونکہ بسا اوقات یہ استدراج ہوتا ہے جس کے پیچھے ہولناک عذاب پوشیدہ ہوتا ہے۔

بظاہر اس کے ہاں مال و دولت کی ریل پیل ہے اور جسمانی طور پر وہ تندرست ہے، لیکن حقیقت میں جس کا دل محتاج اور فقیر ہے، دنیا سے وہ کبھی سیر نہیں ہوتا، خواہ اسے اتنا ہی اور سونا مل جائے جتنا اس کے پاس ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا دل ایمان، شکر الٰہی اور بہتر تعلق باللہ سے محروم اور تہی دامن ہے۔ حقیقی غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہو اور اگر تو دوسرے پہلو سے اس کی حالت پر غور کرے گا تو اسے اپنی اجتماعی اور نفسیاتی حالت میں تباہ حال اور غیر مستقل پائے گا، وہ پریشانی، تنگ دلی، قلبی اور نفسیاتی اضطراب کا بہت زیادہ شکار نظر آئے گا، اللہ تعالیٰ اس شعر کے کہنے والے پر رحم فرمائے ''میں ڈھیروں مال جمع ہو جانے کی سعادت مندی نہیں سمجھتا بلکہ حقیقی سعادت مند تو وہ ہے جو متقی ہے۔'' ہم نے جو یہ کہا ہے کہ اپنے سے بہتر کو نہ دیکھ۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ حصول رزق کی کوشش سے باز آ جائے، یا یہ کہ اس جدوجہد اور بلند ہمتی سے دستبردار ہو جائے جو ایک مسلمان کے پاس اس کے معاشی معیار کو بلند کرتی ہے کیونکہ کہا گیا ہے:

''جس شخص کو پہاڑوں کو سر کرنے سے خوف آتا ہے وہ ہمیشہ گڑھوں کے اندر زندگی گزارتا ہے۔''

بلکہ اس کا مقصود صرف یہ ہے کہ بغیر کسی نقصان کے اعتدال کا رویہ اختیار کیا

جائے، اور یہ کہ اپنے نفس پر اس کی طاقت سے بڑھ کر قرضوں کا وہ بوجھ نہ ڈالے جسے اس کے کندھے اٹھا نہ سکیں اور وہ بھی محض لوگوں کے سامنے جھوٹی عزت اور اپنی بڑائی کا اظہار کرنے کے لیے کیونکہ اس میں ذرا بھی دانائی اور حکمت نہیں ہے۔

۴ دنیا میں بے رغبتی اختیار کرنا:

ہمیشہ اپنے اس آخری اور یقینی انجام کے بارے میں غور و فکر کیجیے جس سے لازماً آپ کو سابقہ پیش آنا ہے اور یہ انجام قبر میں داخل ہونا ہے، اس پر ایسا یقینی ایمان اپنے اندر پیدا کیجیے جو شک و شبہ سے بالاتر ہو، اور اپنے آپ کو ہر وقت اس یقینی فیصلہ کن گھڑی کے منتظر رہنے کا عادی بنائیے، چنانچہ جب آپ اس کا شعور حاصل کر لیں گے تو یقیناً آپ کے اندر اس زندگی کے بارے میں معتدل رویہ جنم لے گا، جس کی یہ معتدل حالت ہوتی ہے، یقیناً وہ اپنے رب کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے، نہ تو وہ دنیا کی رنگینیوں سے متاثر ہوتا ہے اور نہ ہی اس کی دلفریبیوں میں کھو کر دھوکہ کھاتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ سے کسی نے کہا: ''کیا یہ ممکن ہے کہ ایک آدمی کے پاس ایک لاکھ دینار ہوں اور اس کے باوجود وہ زاہد بھی ہو؟'' تو انھوں نے جواب دیا: جی ہاں! ایسا ممکن ہے، تو لوگوں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، ایسا کیسے ممکن ہے؟ انھوں نے فرمایا: ''ایسا تب ہو سکتا ہے جب یہ لاکھ دینار محض اس کے ہاتھ میں ہوں اور وہ بغیر نفسانی خواہش کے جس طرح چاہے ان کو استعمال کرے، لیکن اگر وہ دینار اس کے دل میں گھر کر گئے ہوں تو پھر وہ دینار اس آدمی کو اس طرح



استعمال کرتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں۔

اے میرے رب! تو نے مجھے نعمتیں عطا کی ہیں تا کہ میں ان پر تیرا شکر ادا کروں اور تو تمام قسم کے معاملات میں میرے لیے کافی ہے۔ لہٰذا جب تک میں زندہ رہوں گا لازماً تیرا شکر ادا کرتا رہوں گا اور اگر میں مر گیا تو میری ہڈیاں بھی قبر میں تیرا شکر ادا کرتی رہیں گی۔





شکر کی اقسام

صدور کے لحاظ سے شکر کی دو قسمیں ہیں:

1. اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا۔
2. اللہ کی مخلوق کا شکر گزار ہونا۔

ان دونوں قسموں کے بارے میں کسی قدر اختصار کے ساتھ چند مثالوں سے وضاحت کرتے ہوئے ہم گفتگو کریں گے۔

1 اللہ تعالیٰ کا شکر:

اللہ تعالیٰ نے خود اپنی ذات کے بارے میں یہ وصف بیان کیا ہے کہ وہ شکر کرنے والا ہے، جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:

﴿مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴾١٤٧﴿﴾ (النساء: ٤/ ١٤٧)

''اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا؟ اگر تم اس کا شکر ادا کرو اور اس پر ایمان لے آؤ، یقیناً اللہ شکر ادا کرنے والا (قدردان) اور خوب جاننے والا ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا اپنے بارے میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴾ (الشوریٰ: ٤٢/ ٢٣)

''بلاشبہ اللہ بخشنے والا اور شکر کرنے والا ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴾ (الفاطر: ٣٥/ ٣٠)

''بلاشبہ اللہ بخشنے والا، نہایت قدردان ہے۔''

﴿وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴾ (التغابن: ٦٤/ ١٧)

''اور اللہ تعالیٰ شکر کرنے والا بردبار ہے۔''

سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ عزوجل سے بڑھ کر کوئی اور شکر گزار نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی بھلائی کے ساتھ بدلہ دینے والا ہے۔''

رب تعالیٰ کے شکر کی شان بھی اسی طرح عظیم ہے جس طرح اس کا صبر عظیم الشان ہے، لہٰذا ہر شکر گزار سے بڑھ کر وہی شکر کی صفت کے زیادہ لائق ہے۔ بلکہ درحقیقت شکور (شکر کرنے والا) تو ہے ہی وہی، اس لیے کہ وہی تو ہے جو بندے کو عطا کرتا ہے اور اس پر اسے شکر ادا کرنے کی توفیق دیتا ہے، چونکہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا شکر گزار ہے، لہٰذا اسے اپنی مخلوق میں سے سب سے بڑھ کر وہی لوگ پسند ہیں جو شکر گزاری کی صفت سے متصف ہوں، اسی طرح سب سے زیادہ قابل نفرت اسے وہ لوگ ہیں جو اس صفت سے عاری ہوں۔ اور اس کے

برعکس ناشکری کا رویہ اختیار کیے ہوئے ہوں، اور یہی شان اس کے باقی اسمائے حسنیٰ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہر وہ صفت محبوب ہے جو اس کے ناموں اور صفات کا پر تو ہو، اور ہر وہ چیز ناپسند ہے جو ان کی ضد اور ان کے منافی ہو۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ کا قول ہے:

"اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو "شاکر" کے نام سے موسوم کیا ہے، اور شکر ادا کرنے والے لوگوں کو بھی انہی دونوں ناموں سے موسوم کیا ہے، تو اس طرح اس نے ان کو اپنے وصف میں سے عطا کیا ہے اور اپنے نام کے ساتھ موسوم کیا ہے، اور شکر گزار لوگوں کے لیے اس کی یہی محبت اور فضل ہی کافی ہے۔" [1]

رب تعالیٰ کے شکر گزار ہونے کی چند مثالیں:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکر یہ ایسا شکر یہ ہے جس کی کوئی نظیر نہیں پیش کی جا سکتی، یہ اسی کے شکر کی کرشمہ سازی ہی تو ہے جس کی بدولت سورج اور چاند طلوع ہوتے اور غروب ہوتے ہیں، اللہ عزوجل کے شکر کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1. یہ کہ اس نے اپنے بندوں پر روزوں کو فرض کر کے اور قرآن کو نازل کر کے احسان فرمایا، پھر مشقت و تکلیف کی حالت میں ان پر مزید احسان اور مہربانی فرمائی کہ ان سے رعایت کر دی اور پھر فرمایا:

---

[1] مدارج السالکین: ۲/ ۲۴۳.

﴿ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾ ﴾

(البقرۃ:۲/ ۱۵۸)

"اور جو کوئی دل کی خوشی سے نیکی کرے تو اللہ بہت قدر دان ہے اور خوب جاننے والا ہے۔"

④ یہ کہ اللہ تعالیٰ تھوڑے سے عمل اور تھوڑی سی عطا کو بھی شکر اور قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اس کی قلت اسے شکر کرنے سے باز نہیں رکھتی، وہ ایک ایک نیکی و بھلائی کا بدلہ دس گنا دے کر اس کا شکریہ ادا کرتا ہے، پھر اسے کئی گناہ بڑھا چڑھا کر اتنا اجر عطا کرتا ہے کہ بندے کی نیکی اس کے مقابلہ میں کوئی نسبت نہیں رکھتی۔ حالانکہ وہ اللہ ہی ہے جس نے بندے کو وہ نعمتیں عطا کی ہیں جن کے ذریعہ وہ اپنی ذات سے بھلائی کرتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی حقیقی محسن ہے کہ اس نے نیکی کرنے کا سبب عطا کیا اور شکر ادا کرنے کا موقع فراہم کیا، اس لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بڑھ کر کوئی اس کا حق دار نہیں ہے۔

اس کی مثال نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ اس حدیث میں ہے، جس میں آپ نے فرمایا:

"ایک مرتبہ ایک آدمی کہیں جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی، چنانچہ وہ کنویں میں اتر گیا اور اس سے پانی پی کر باہر نکل آیا، پھر اچانک وہ دیکھتا ہے کہ ایک کتا بری طرح ہانپ رہا ہے اور پیاس کی شدت سے مٹی چاٹ رہا ہے، اس نے دل میں کہا: اس کتے کو بھی ایسی ہی سخت

پیاس لگی ہوئی ہے جس طرح مجھے لگی ہوئی تھی، چنانچہ اس نے اپنا موزا (جوتا) پانی سے بھرا اور اسے اپنے منہ سے تھام کر کنویں سے باہر نکالا اور کتے کو پانی پلایا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کا شکر اس طرح ادا کیا کہ اس کی مغفرت کر دی۔'' ❶

ایک اور روایت میں ہے کہ ''کتے کو پانی پلانے والی بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت تھی، تو اللہ نے اس کا شکر یوں ادا کیا کہ اس کی مغفرت کر دی۔'' ❷

کیسا شکر ہے یہ! اس سے بڑھ کر کسی شکر کا تصور نہیں کیا جا سکتا، بشرطیکہ اس کا انجام اللہ کی طرف سے مغفرت کی شکل میں ہو۔

③ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکر کی تیسری مثال یہ ہے کہ اس نے ایک ایسے آدمی کی مغفرت کر دی جس نے مسلمانوں کے راستے سے ایک کانٹے دار شاخ کو دور کر دیا تھا، جیسا کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ایک مرتبہ ایک آدمی نے راہ چلتے ہوئے راستے پر ایک خاردار شاخ دیکھی تو اسے راستے سے ہٹا دیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اس

---

❶ صحیح بخاری: کتاب المظالم: باب الآبار علی الطریق......، حدیث: ۲۳۸۶۔
صحیح مسلم: کتاب السلام، باب فضل ساقی البھائم، حدیث: ۲۲۴۴.

❷ صحیح بخاری: کتاب بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب فی شراب احد کم، حدیث: ۳۰۷۴۔ مسند احمد بن حنبل: ۲/ ۵۱۰، حدیث: ۱۰۶۲۹.

کی مغفرت کی صورت میں اس کا شکر ادا کیا۔" [1]

④ اللہ کی طرف سے شکر کی چوتھی مثال یہ ہے کہ وہ رائی کے دانے سے بھی کمتر نیکی کی وجہ سے بندے کو آگ سے نکال لیتا ہے اور اس کی نیکی کی اتنی حقیر مقدار بھی وہ ضائع نہیں کرتا، اس کی دلیل سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ یہ حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آپ سے فرمائے گا کہ جائیے! جس کے دل میں ذرا برابر یا رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اسے جہنم کی آگ سے نکال لیجیے۔" چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ آپ سے فرمائے گا: "جائیے جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم بلکہ اس سے بھی کم اور اس سے بھی کم ایمان ہو اسے آگ سے نکال لیجیے۔" چنانچہ آپ ایسا کریں گے، اس کے بعد تیسری مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے عرض کریں گے کہ مجھے ان لوگوں کو بھی آگ سے نکالنے کی اجازت عطا کیجیے جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہا تھا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "میری عزت و جلال اور میری کبریائی و عظمت کی قسم! میں اس آگ سے ان لوگوں کو ضرور نکالوں گا جنہوں

---

[1] صحیح بخاری: کتاب المظالم، باب من اخذ الغصن و مایوذی الناس فی الطریق، حدیث: ۲۲۹۲۔ صحیح مسلم: کتاب الامارۃ باب بیان الشھداء، حدیث: ۱۹۱٤.

نے لا الہ الا اللہ کہا تھا۔'' [1]

⑤ اللہ عزوجل کی طرف سے شکریہ کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ وہ اپنے دشمن تک کو بھی اس بھلائی اور نیکی کا بدلہ دیتا ہے جو وہ دنیا میں کرتا، جس کی بدولت قیامت کے روز وہ اس کا عذاب ہلکا کر دے گا اور اس طرح اس کا وہ عمل ضائع نہیں کرے گا جو اس نے نیکی کی صورت میں کیا ہوگا، حالانکہ وہ آپ کی مبغوض ترین مخلوق ہے۔

⑥ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکریہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس کا کوئی بندہ جب لوگوں کے درمیان اس کی رضا کے لیے ایسے مقام پر کھڑا ہو جاتا ہے جو اس کا چرچا عام کر دیتا ہے اور اپنے فرشتوں اور اہل ایمان بندوں کو اس کی خبر دیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آل فرعون کے ایک بندۂ مومن کا ایسے مقام کا شکریہ ادا کیا ہے، اس کی تعریف کی ہے اور اپنے بندوں کے درمیان اس کو شہرت دی ہے۔

⑦ یہ کہ جب سیّدنا یوسف علیہ السلام نے جیل کی تنگی برداشت کی تو اس کا شکر اس صورت میں ادا کیا کہ ان کو زمین میں اقتدار عطا کر دیا جس کے سبب وہ جہاں چاہتے ٹھکانا اختیار کر لیتے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ ۚ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ۚ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ ۖ وَلَا نُضِيعُ

---

[1] صحيح مسلم: كتاب الايمان، باب ادنى اهل الجنة منزلة فيها، حديث: ١٩٣ .

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾ ﴾ (یوسف :١٢/ ٥٦)

''اور اسی طرح ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو زمین میں اقتدار عطا کیا جس کے سبب وہ جہاں چاہتا ٹھکانا اختیار کر لیتا تھا، ہم جسے چاہتے ہیں اپنی رحمت سے نوازتے ہیں، اور ہم نیکو کار لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی تنگی کو آسانی میں بدل دیا اور ان کے خوف کو امن اور قید کو آزادی سے لوگوں کی نگاہوں میں کمتری کو عزت اور بلند مقام سے بدل دیا، یہ تو اس دنیا میں ہوا۔

﴿ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴾

(یوسف :١٢/ ٥٧)

''اور آخرت کا اجر تو اس سے کہیں بہتر اور بڑھ کر ہے ان کے لیے جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیے رکھا تھا۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے صبر ان کے ایمان اور نیک کارنامے کا شکر ادا کیا کہ اس آزمائش کے عوض ان کو زمین میں مقام بلند عطا کیا اور یہ خوشخبری ان کے ایمان، صبر اور احسان کے مطابق آخرت میں ہے۔

﴿٨﴾ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندے کا شکر ادا کرنے کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ بندہ جب اس کی رضا و خوشنودی کی خاطر کوئی چیز خرچ کرتا ہے تو وہ اسے کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس لوٹا دیتا ہے، حالانکہ اسی نے اپنے بندے کو توفیق دی ہے، اور خود ہی اس پر اس کا شکر ادا کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب



اس کی راہ میں شہید ہونے والوں نے اس کی رضا جوئی کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، یہاں تک کہ دشمنانِ دین نے ان کے جسموں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، تو اس نے ان کا شکریہ اس صورت میں ادا کیا کہ انھیں اس کے عوض سبز پرندوں کی صورت میں ڈھال دیا اور ان کی روحوں کو ان میں ٹھکانا عطا کیا، جو جنت میں نہروں سے تا قیامت پیتے رہیں گے اور اس کے پھلوں سے کھاتے رہیں گے، پھر وہ انھیں ان کے جسم پہلے سے بھی کامل زیادہ خوبصورت اور زیادہ بارونق صورت میں واپس لوٹائے گا۔

اسی لیے کہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''جب بھی اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو نعمت عطا کرتا ہے اور بندہ اس پر ''الحمدللہ'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نعمت سے افضل نعمت عطا کرتا ہے جو اس سے واپس لی تھی۔'' [1]

یہی وجہ ہے کہ جب اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام نے غصہ ہو کر کونچیں کاٹ ڈالی تھیں کیونکہ ان میں مشغول رہنے کی وجہ سے وہ ذکر الٰہی سے غافل ہو گئے تھے تاکہ دوبارہ ان میں مشغول نہ ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض ان کو ہوا کی سواری عطا فرما دی تھی۔

⑨ اللہ عزوجل کے اپنے بندے کا شکر ادا کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ

---

[1] سنن ابن ماجة، كتاب الادب، باب فضل الحامدين، حديث: ٣٨٠٥.

اپنے فرشتوں کے درمیان اور آسمان میں اس کی تعریف کرتا ہے، اور اپنے بندوں میں اس کے لیے شکر کے جذبات پیدا کرتا ہے اور اس کے فعل پر اس کا شکر یہ ادا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کے رسولوں نے اس کی خوشنودی کی خاطر اپنے دشمنوں کے لیے اپنی عزتیں تک پیش کر دیں، ان کی سختیاں برداشت کیں اور ان کے گالی گلوچ کو بردباری سے برداشت کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کا بدلہ یہ دیا کہ وہ خود ان پر رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے مقرب فرشتے ان پر درود وسلام بھیجتے ہیں، اور آسمانوں میں اور اپنے بندوں کے درمیان ان کی پاکیزہ ترین تعریف کے نغمے جاری کر دیے اور ان کو دار آخرت کی یاد کے لیے خصوصی طور پر خالص کر دیا ہے۔

⑩ اللہ عزوجل کے شکر کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بندہ جب اس کی رضا کے حصول کے لیے کسی چیز کو ترک کر دیتا ہے، اس کی نمایاں مثال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیش آنے والے وہ واقعات ہیں کہ جب انہوں نے اس کی خاطر اپنے مال اور گھر بار چھوڑے اور اس کی رضا طلبی میں وہاں سے نکل کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا عوض انہیں اس صورت میں دیا کہ ان کو دنیا کا حکمران بنا دیا انہوں نے فتح پر فتح حاصل کرتے ہوئے پوری دنیا پر اللہ کے دین کی حکومت قائم کی۔

❷ مخلوق کی طرف سے شکر:

مخلوق کی طرف سے ادا کیے جانے والے شکر کی دو قسمیں ہیں:



مخلوق کا شکر اللہ عزوجل کے لیے:

مخلوق کا اللہ عزوجل کے لیے شکر گزار ہونا ایک لازمی امر ہے، جس کا حکم اللہ نے اپنے بندوں کو دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا ذکر کرنے اور اپنا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا:

﴿فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾

(البقرہ: ۲/ ۱۵۲)

''پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور تم میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔''

اور اسی طرح فرمایا ہے:

﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ﴾ (النحل: ۱۶/ ۱۱۴)

''اے ایمان والو! کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو۔''

فرمایا:

﴿وَّاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ﴾ (النحل: ۱۶/ ۱۱۴)

مزید فرمایا:

﴿كُلُوا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ



رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿١٥﴾ (سبا : ٣٥/ ١٥)

''تم اپنے رب کی عطا کردہ چیزوں میں سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو، پاکیزہ شہر ہے اور بخشنے والا رب ہے۔''

قرآن کریم میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں، بندے کے لیے کسی طرح یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے آقا کا شکر ادا کرنے میں کوتاہی کرے، اس لیے کہ ہم اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا جواب اپنے پاس موجود نعمتوں سے نہیں دے سکتے، ہمارے بس میں ہے ہی کہاں کہ ہم ایسا کرسکیں ہم تو فقیر بے نوا اور خود ہی اس کے محتاج ہیں، لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ کی بے شمار عطا کردہ نعمتوں کے بدلہ میں اس کا شکر ادا کریں، اسی میں ہم پر اللہ کی رحمت ہے کیونکہ اگر وہ ہمیں اپنی نعمتوں کے بقدر شکر ادا کرنے کا مکلّف ٹھہرا دیتا تو ہم کبھی ایسا نہ کرسکتے۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا شکر گزار وہ بندہ ہے جو سب سے زیادہ اس کی معرفت رکھتا ہے اور وہ ہیں اولاد آدم کے سردار جناب محمد ﷺ، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''جب نبی کریم ﷺ کو کوئی خوش کن معاملہ پیش آتا تو اس کا شکر ادا کرتے ہوئے اللہ عزوجل کے حضور سجدہ ریز ہو جاتے۔''[1]

② مخلوق کا شکر مخلوق کے لیے:

انسان دوسرے انسان کا شکریہ اس وقت ادا کرتا ہے جب وہ اسے کوئی نفع

[1] سنن ابن ماجة: كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في الصلاة والسجدة عند الشكر، حديث: ١٣٩٤.

پہنچاتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لوازمات میں سے ہے، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ لَّا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ .)) [1]

''جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا۔''

یہ ایک واضح اور مسلمہ حقیقت ہے کہ جو شخص اپنی ذات پر اپنے بھائیوں کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کرتا تو یقیناً وہ تمام لوگوں سے بڑھ کر اللہ کا ناشکرا ہوتا ہے۔

خطابی رحمہ اللہ ''جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا'' کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مطلب ہیں:

1. یہ کہ جس کی فطرت ہی انسانوں کی نعمتوں کی ناقدری اور ان کے احسانات کی ناشکری ہو تو اس کی یہ عادت بن جاتی ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی نعمتوں کی ناقدری کرتا ہے اور اس کا شکر ادا نہیں کرتا۔
2. جب تک انسان دوسرے انسان کے احسان پر شکریہ ادا نہیں کرتا اس وقت تک اللہ تعالیٰ بھی اس کے شکر کو قبول نہیں کرتا کیونکہ بندے کا شکر اور اللہ کا شکر لازم وملزوم ہیں، بندے کا شکریہ یا تو اس کا بدلہ ادا کرنے کی شکل میں ہوتا ہے یا لوگوں کے درمیان اس کی تعریف میں رطب اللسان ہونے کی صورت میں ہوتا ہے یا پھر اس کے حق میں دعا کرنے کی صورت میں ہوتا

[1] سنن الترمذي: كتاب البر والصلة، باب الشكر لمن احسن اليك، حديث: ١٩٥٤.



ہے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أُتِيَ اِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَلْيُكَافِئْ بِهِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَذْكُرْهُ، فَمَنْ ذَكَرَهُ فَقَدْ شَكَرَهُ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَدْعُ لَهْ.)) ❶

"جس کے ساتھ کوئی احسان کرے تو اسے اس کا بدلہ دینا چاہیے، اگر بدلہ دینے کی استطاعت نہ پائے تو اس کا ذکر خیر کرے کیونکہ جس نے اس کا ذکر کیا گویا کہ اس کا شکر ادا کیا، پس اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اسے چاہیے کہ اپنے محسن کے حق میں دعا کر دے۔"

سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صُنِعَ اِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَا عِلِهِ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً فَقَدْ اَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ.)) ❷

"جس کے ساتھ کوئی نیکی و احسان کیا جائے تو وہ احسان کرنے والے سے کہے کہ: "اللہ تجھے جزائے خیر دے تو درحقیقت اس نے تعریف کی انتہا کر دی۔"

احسان کرنے والوں کے احسان کرنے کا یہی طریقہ ہوتا ہے لیکن اس کو

---

❶ الفاظ میں معمولی فرق ہے۔ مسند احمد بن حنبل: ٦/ ٩٠، حدیث: ٢٤٦٣٧۔ الادب المفرد: صفحہ ٨٥، حدیث:٢١٦.

❷ سنن الترمذی: کتاب البر والصلة، باب المتشبع بمالم یعطه، ٢٠٣٥.

ترک کرنا زیادتی ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے تو اس (احسان ناشناسی) کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے تو اس کو دوزخ کی آگ سے ڈرایا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں آپ کا ارشاد ہے:

''اے عورتو! صدقہ اور استغفار زیادہ کرو، کیوں کہ تم میں سے اکثر کو میں نے آگ میں دیکھا ہے ایک عورت نے کہا: ''کیا وجہ ہے کہ ہم جہنمی ہیں؟'' آپؐ نے فرمایا: ''زیادہ لعن طعن کرتی ہو اور خاوند کی احسان فراموش ہو۔'' [1]

عشیر معاشر سے ہے، یہ عربی کا لفظ ہے جس سے مراد خاوند ہے ''تَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ'' یعنی خاوند کی احسان فراموش۔ عورت کو جب اس کی طبیعت کے خلاف کوئی بات سننا پڑے تو کہتی ہے کہ میں نے تم کو کبھی اچھا نہیں پایا۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

''پس اگر خاوند کسی احسان فراموش کا یہ حال ہے جو اصل میں اللہ کا دیا ہوا ہے تو اللہ کی نعمتوں کا شکر ترک کرنے کا کیا ہوگا۔''

اگر کسی سے کچھ ضرورت پڑے تو اچھے انداز سے مخاطب ہوں، اگر اس نے حاجت پوری کر دی تو اللہ کا شکر ادا کریں اور دینے والے کے لیے کلمۂ خیر کہیں اور

---

[1] صحيح بخاری: كتاب الزكوٰة، باب الزكاة على الاقارب، حديث: ١٣٦٩۔
صحيح مسلم: كتاب الايمان، باب بيان نقصان الايمان بنقص الطاعات، حديث: ٧٩.

دعا کریں اور اگر پوری نہیں کی تو پھر بھی اللہ کا شکر ادا کریں اور اس شخص کے لیے اپنے طرف سے عذر تلاش کریں۔

ایک بار قتیبہ بن مسلم رحمہ اللہ کے پاس محمد بن واسع رحمہ اللہ آئے جو بصرہ کے سب سے زاہد شخص تھے اور قتیبہ رحمہ اللہ سے کہا: میری ایک ضرورت ہے اگر آپ پوری کریں تو اللہ کی حمد اور آپ کا شکریہ ادا کروں گا، اگر پوری نہ کریں تو اللہ کی حمد وثنا کروں گا اور آپ کے لیے عذر کروں گا، اور اس طرح منصور کے پاس بھی ایک شخص نے آکر کہا کہ آپ سے حاجت کے لیے سوال اور آپ کی نوازش اچھی ہے اور جو جہاں آپ کے پاس حاجت کے لیے آئے نامراد اور بدنما نہیں ہوگا، جسے سن کر منصور نے اس کی حاجت پوری کی۔

اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں۔ اور مخلوق کا شکریہ صرف مال پر نہیں ہے بلکہ حاجت پوری کرنا اور سوال کا جواب دینا، اچھی سفارش کرنا یا کسی کی غیر موجودگی میں اس کے لیے دعا کرنا، کسی نے کیا خوب کہا ہے: ''اگر کسی نے آپ کے لیے اپنے کسی مرتبے سے کام لیا گویا اس نے اپنے مال سے کام لیا۔''





اللہ اور بندے کے شکر کرنے میں فرق

(اللہ کا بندے کے لیے اور بندے کا اللہ کے لیے شکر ادا کرنا)

لفظی اعتبار سے ان دونوں قسموں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے، دونوں ایک ہی مادہ سے بنے ہیں، لیکن معنوی لحاظ سے ان میں بڑا فرق ہے، اللہ کا شکر کرنا یہ اسی کے شایان شان ہے بندے کے شکریہ سے اسے مناسبت نہیں، وہ بہت بڑا کرم کرنے والا ہے، اس کی رحمت ہر چیز کے لیے وسیع ہے۔ اللہ اور بندے کے شکر کے درمیان مندرجہ ذیل فرق ہے:

۱. اللہ تعالیٰ بندے کا شکریہ اس وقت ادا کرتا ہے جب بندہ خود اپنے لیے کوئی اچھائی کرتا ہے یا اپنے اوپر احسان کرتا ہے، جبکہ بندہ اس شخص کا شکریہ ادا کرتا ہے جو اس پر احسان کرے۔

۲. اللہ کا شکر کامل مطلق ہے، اس شکر میں کمی یا نقص نہیں آ سکتا لیکن مخلوق کا شکر ناقص اور ادھورا ہے، زائل بھی ہو سکتا ہے۔

۳. مخلوق کا شکر غالباً کسی نعمت یا فائدہ ملنے پر ہوتا ہے، مثلاً: کوئی کسی کی مشکل حل کر دے تو وہ اس آدمی کا شکریہ ادا کرتا ہے، بلاوجہ شکریہ ادا نہیں کیا جاتا، جبکہ خالق کا شکر ادا کرنا کسی ایسی اطاعت کے بدلے نہیں ہوتا جو مخلوق کی طرف سے ہو رہی ہو بلکہ ممکن ہے کہ اللہ بندے کا شکریہ بلاوجہ ہی ادا

کرے، یہی اس کا کمال حکمت اور احسان عظیم ہے اور یہی اس کے عادل ہونے کی دلیل ہے۔

۴ مخلوق میں سے کوئی کسی دوسرے کا شکریہ ادا کرتا ہے تو وہ کسی فائدہ کے سبب ہوتا ہے یا پھر خود جس کا شکریہ ادا کیا جائے اسے فائدہ ہو چکا ہوتا ہے لیکن جو شکر بندہ اپنے خدا کے لیے کرتا ہے تو اس کا اللہ کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ﴾ (النمل: ۲۷/ ۴۰)

''اور جس نے شکر ادا کیا اس نے اپنے نفس کے لیے ہی شکر ادا کیا۔''

یعنی بندہ خود ہی اس شکر سے فائدہ اٹھاتا ہے اور وہی اس دنیا میں خدا کی نعمتوں کا محتاج ہے اور آخرت میں ثواب اور بدلے کا۔ یہی حال کفر کا بھی ہے اس کا بھی اللہ پر کوئی اثر نہیں ہوتا وہ تو اپنی ذات میں بے نیاز ہے اور اپنی ذات ہی میں تعریف کیا گیا (محمود) ہے، جو کچھ اللہ نے مخلوق کو دیا ہے اس کے بدلے اسے حمد و شکر کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَالَ مُوسَىٰ إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝﴾ (ابراهيم: ۱۴/ ۸)

''اور موسیٰ نے کہا: اگر تم اور جو لوگ بھی زمین میں ہیں سب اللہ کا کفر کرو، پس اللہ اس سے بے نیاز اور اپنی ذات میں خود محمود ہے، یعنی اگر تم اس کی نعمتوں کی ناشکری کرو گے اور تم سب بھی اس کا شکر ادا نہ

کرو تو بھی اللہ تعالیٰ تمہارے شکر سے بے پروا ہے۔'' [1]

اس کو شکر کی کوئی ضرورت نہیں اس ناشکری کا بھی اسے کوئی نقصان نہیں، وہ تو اپنی ذات میں خود محمود ہے اس کی نعمتیں بے شمار ہیں، اگر تم نے اس کا شکر ادا نہ کیا یا تمہارے علاوہ کوئی اور فرشتوں میں سے اس کی شکر گزاری کرے خدا کو اس کی بھی حاجت نہیں۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ کا اپنے بندے کو نعمتوں سے نوازنا بھی بندے کے اوپر احسان ہے بلکہ مجرد احسان ہے خدا کی نعمتیں دینے کی کوئی ضرورت نہیں، نہ ہی معاوضہ کے لیے اللہ احسان کرتا ہے نہ اسے مدد کی ضرورت ہے، نہ اس میں کوئی کمی ہے جس میں اضافہ ہوگا نہ ہی اس کے وقت میں زیادتی ہوگی وہ تو پاک ہے اور سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں، یہ جو اس کا شکر بندے کے لیے ہے یہ تو ایک بڑا انعام اور احسان عظیم ہے، یعنی شکر کا ہر قسم کا فائدہ صرف اور صرف بندے ہی کو دونوں جہانوں میں ہوگا، اللہ کو اس کا کوئی فائدہ نہیں بندہ ہی اس سے مستفید ہوگا۔''

---

[1] اردو زبان میں اگر بندہ کسی دوسرے آدمی کے کام آئے تو اس کی احسان مندی پر شکریہ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، جیسے فرمان نبوی ﷺ ہے ((مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ .)) اور اگر اللہ کا شکر مراد ہو تو وہ شکریہ نہیں بلکہ عموماً شکر استعمال ہوتا ہے یہی انعامات خداوندی کے اعتراف کے طور پر دل سے زبان سے اور عمل سے خدا کے لیے ظاہر ہوتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ بالکل محتاج نہیں بلکہ اس کا فائدہ بھی شکر کرنے والے ہی کو ہوتا ہے۔

جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ﴾ (النمل: ۲۷/ ۴۰)

''جس کسی نے شکر ادا کیا، پس اس نے اپنے لیے شکر ادا کیا۔''

انسان کا شکر ادا کرنا یہ اس کا اپنے ساتھ ہی احسان ہے، اس نے تو شکر کر کے اپنے نفس پر احسان کیا ہے اپنے رب کو نعمتوں کا بدلہ نہیں چکا دیا یہ تو ممکن ہی نہیں ہے انسان کسی حد تک بھی اپنے رب کی نعمتوں پر اسے بدلہ دے سکے، کسی چھوٹی سے چھوٹی نعمت کا بدلہ بھی انسان کے بس میں نہیں، وہ رب ہے جو منعم حقیقی ہے، وہی فضل کرنے والا ہے، اسی نے ہی شکر اور شاکر کو پیدا کیا اس نعمت کو بھی جس پر شکر ادا کیا جاتا ہے، کوئی اس کی حمد و ثنا کو شمار نہیں کر سکتا، اس نے اپنے بندوں پر نعمتوں کے ذریعے احسان کیا، اور یہ احسان بھی کیا کہ اسے شکر کرنے کے قابل بنایا، اس کا شکر بھی اللہ کی طرف سے نعمت ہی ہے، جو اس نے بندے پر کی ہے، اور شکر کرنے کی توفیق بذات خود شکر کی محتاج ہوتی ہے، یعنی اللہ شکر کی توفیق دے تو اس پر بھی شکر ادا کرنا چاہیے، اس کا بہت بڑا فضل و احسان ہے کہ وہ آپ کے اوپر نعمت کی برسات کرتا ہے، پھر آپ کو اس نعمت پر شکر کی توفیق بھی دیتا ہے اور آپ کو اس کی رضا نصیب ہوتی ہے، اور آپ کے شکر کو دوام نعمت کا ذریعہ بناتا ہے، اور صرف وہی آپ کو نہیں ملتی بلکہ اس سے بھی کہیں بڑھ کر نعمتیں ملتی ہیں جو کہ دنیا میں آپ کے سامنے ہیں اور جن سے آپ روزمرہ کی زندگی میں فائدہ اٹھاتے ہو اور آخرت کی نعمتوں کا تو کوئی بدل ہی نہیں۔



شکر گزاروں اور ناشکروں کی اقسام

قرآن کریم اور سنت نبویؐ سے بنی نوع انسان کی اقسام کا ثبوت ملتا ہے، جو اقسام شکر جیسی جلیل القدر عبادت کے حوالے سے ہیں ہم ان کی تین بڑی اقسام کا ذکر کرتے ہیں:

❶ شکر گزار لوگ ❷ کم شکر گزار لوگ ❸ شکر نہ کرنے والے

❶ شکر گزار لوگ:

ان کی تعداد بہت کم ہے، اللہ ہمیں ان میں سے بنائے۔ ان کے کم ہونے کا ثبوت خود قرآن کریم سے ملتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴿١٣﴾﴾ (سباء: ٣٤/ ١٣)

''اور تھوڑے ہی میرے بندوں میں سے شکر گزار ہیں۔''

یہ کم لوگ بڑی قدر و منزلت کے حامل ہیں کہ اللہ نے ان کے ساتھ کثرت انعامات اور اچھی جزا کا وعدہ کیا ہے، شکر کرنے والوں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾

(ابراهيم: ١٤/ ٧)

"اور جب تمہارے رب نے حکم دیا کہ اگر تم شکر کی روش اختیار کرو گے تو میں ضرور تمہیں زیادہ عطا کروں گا۔"

اور لوط علیہ السلام کی نجات کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴾ (القمر: ٥٤/ ٣٥)

"ہماری طرف سے نعمتیں ہیں اور اسی طرح ہم اسے بدلہ دیتے ہیں جس نے شکر ادا کیا۔"

فرمایا:

﴿ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴾ (آل عمران: ٣/ ١٤٤)

"عنقریب اللہ شکر گزاروں کو ان کی جزا دے گے۔"

﴿ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴾ (آل عمران: ٣/ ١٤٥)

"اور عنقریب ہم شکر گزاروں کو بدلہ دیں گے۔"

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ ان کی تعداد کم ہوتی ہے اور ان کی کمی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ خاص الخواص لوگ ہوتے ہیں، امام احمدؒ نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: "اے اللہ! مجھے کم تعداد والے گروہ میں سے بنا۔" [1]

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یہ کیا کہہ رہے ہو؟" اس آدمی نے کہا: "اے امیر

[1] تفسیر القرطبی: ٧/ ١٧٨۔ سورۃ سباء، آیت: ١٣

المومنین! بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴿١٣﴾ ﴾ (سبا: ٣٤/ ١٣)

''میرے بندوں میں سے تھوڑے ہی شکر گزار ہیں۔''

۲ کم شکر کرنے والے:

یہ لوگ بہت کم شکر گزاری کا طریقہ اختیار کرتے ہیں، اور وہ اس طرح کہ اللہ کے شکر کو بہت کم وقت دیتے ہیں، بلکہ کبھی کبھار شکر ادا کرتے ہیں اور کبھی کچھ نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہیں اور باقی چھوڑ دیتے ہیں ان کی بابت فرمایا:

﴿ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٢٣﴾ ﴾ (الملك: ٦٧/ ٢٣)

''تم بہت ہی کم شکر گزاری کرتے ہو۔''

اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر اپنی نعمتیں گنوانے کے بعد کیا ہے، فرمایا:

﴿ هُوَ الَّذِيٓ أَنشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْـِٔدَةَ ۖ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٢٣﴾ ﴾ (الملك: ٦٧/ ٢٣)

''وہی ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنائے، پس تھوڑے ہی تم میں سے شکر گزاری کرتے ہیں۔''

۳ ناشکرے لوگ:

قرآن کریم میں تین مقامات پر اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ناشکری کرنے والے سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔

﴿ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴾

(البقرة : ۲/ ۲۴۳)

''اور لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔''

﴿ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴾ (یونس : ۱۰/ ۶۰)

''لیکن اکثر ان میں سے شکر ادا نہیں۔''

﴿ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴾ (النمل:۲۷/ ۷۳)

''آپ ان میں سے اکثر کو شکر کرنے والے نہیں پائیں گے۔''

یہ لوگ خدا کو بالکل پسند نہیں ہیں اللہ نے لوگوں کی قسمیں بنائیں ہیں شکر کرنے والے اور کفر کرنے والے، اللہ کو سب سے ناپسند کفر اور اہل کفر ہیں، اور سب سے پسندیدہ اور محبوب چیز شکر اور شکر گزار لوگ ہیں۔

اللہ نے فرمایا:

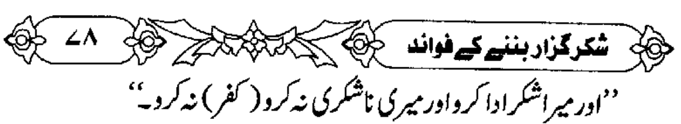
﴿ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴾

(الدهر : ۷۶/ ۳)

''بے شک ہم نے اسے راستے کی طرف راہنمائی کر دی، اب چاہے تو شکر کرے چاہے تو ناشکری کرے۔''

اور فرمایا:

﴿ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴾ (البقرة:۲/ ۱۵۲)



”اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو (کفر) نہ کرو۔“

ناشکری کرنے والے جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے کرتے ہیں کیونکہ وہ نعمت کی اہمیت کو نہیں جانتے یا منعم حقیقی سے بے خبر ہوتے ہیں یا پھر صریحاً کافر اور منکر ہوتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٨٩﴾﴾ (الاسراء: ١٧/ ٨٩)

”اکثر لوگ انکار سے باز نہیں آتے، یعنی کفران نعمت کی وجہ سے وہ کفر کی بڑی صفت سے متصف ہوتے ہیں۔“

یاد رہے! شکران کفران کا متضاد ہے، اور جب ناشکروں کی تعداد زیادہ ہوگی تو خود بخود شکر گزار کم ہی بچیں گے، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان انسانی گروہوں کی جو تصویر کشی کی ہے اس سے ان لوگوں پر بڑی حسرت اور ندامت ہوتی ہے جو کفر و انکار کی روش پر چلتے ہیں، یہ بات بالکل درست ہے کہ انسان بڑا ظالم اور ناشکرا ہے اسے نعمتوں نے سر کے بالوں سے قدموں تک ڈھانپا ہوا ہے، یہ صحت و عافیت یہ مال و دولت یہ اولاد و برادری امن و امان سب کچھ کے باوجود وہ منعم حقیقی کی طرف راغب نہیں ہوتا، نہ اس کا شکر ادا کرتا ہے، اور نہ اس کو پہچانتا ہے۔ افسوس صد افسوس!



شکر ادا نہ کرنے کی سزا

پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو حقیقی نعمت عطا کرنے والا ہے، اس کا شکر ادا کرنا ہر انسان پر واجب ہے، اور جو اس واجب پر عمل نہیں کرتا تو اس کو سزا ملنے کے مختلف طریقے ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

① ایمان میں کمی:

شکر ادا نہ کرنے والے کو کفر والوں میں شمار کیا جا سکتا ہے کیونکہ شکر کا الٹ اور متضاد کفر ہے، اسی لیے تو جب اللہ تعالیٰ نے سیّدنا سلیمان علیہ السلام پر اپنے انعامات کیے تو کہا:

﴿هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۖ﴾
(النمل: ٢٧/ ٤٠)

"یہ میرے رب کا فضل و انعام ہے، تا کہ وہ مجھے آزمالے کہ کیا میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں، یا ناشکری کرتا ہوں"

اس آیت میں کفر کا لفظ بول کر ناشکری مراد لیا گیا ہے، اس کا مطلب وہ کفر نہیں ہے جس کی وجہ سے انسان ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔

② نعمتوں کا اٹھ جانا اور عذاب کا نزول:

اللہ تعالیٰ ناشکری کا بدلہ دنیا میں بھی دے سکتا ہے اور آخرت میں بھی، جیسے

اللہ کی مشیئت ہو، یہ نہیں ہوسکتا کہ ناشکری کا بدلہ نہ ملے، کتنی ایسی بستیاں تھیں جو کہ نعمتوں سے بھری پڑی تھیں، جب ان بستی والوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے ان سے نعمتیں اٹھالیں، فرمایا:

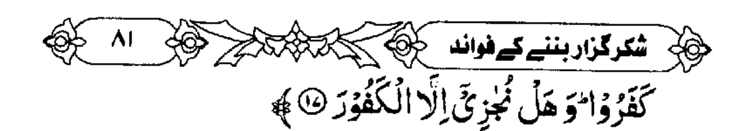
﴿وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝۱۱۲﴾

(النحل: ۱۶/ ۱۱۲)

''اللہ تعالیٰ اس بستی کی مثال بیان فرماتا ہے، جو پورے امن و اطمینان سے تھی، اس کی روزی اس کے پاس بافراغت ہر جگہ سے چلی آرہی تھی، اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفر کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھوک اور ڈر کا مزہ چکھایا جو بدلہ تھا ان کے کرتوتوں کا۔''

دوسری جگہ ذکر فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ۝۱۵ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝۱۶ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا



كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝۱۷ ﴾

(سباء: ۳۵/ ۱۵-۱۶-۱۷)

''قوم سبا کے لیے اپنی بستیوں میں (قدرت الٰہی) کی نشانی تھی، ان کے دائیں بائیں دو باغ تھے، ہم نے ان کو حکم دیا تھا اپنے رب کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو، یہ عمدہ شہر اور بخشنے والا رب ہے، لیکن انہوں نے روگردانی کی، تو ہم نے ان پر زور کے سیلاب کا پانی بھیج دیا، اور ہم نے ان کے بھرے بھرے باغوں کے بدلے دو ایسے باغ دیے جو بدمزہ میووں والے تھے، (بکثرت) کچھ بیری کے درختوں والے تھے، ہم نے ان کی ناشکری کا یہ بدلہ انہیں دیا، ہم ایسی سخت سزا بڑے بڑے ناشکروں کو دیتے ہیں۔''

یعنی بڑی امن والی اطمینان اور نعمتوں والی بستی تھی، انہوں نے ان نعمتوں کو اللہ کی نافرمانی میں لگا دیا، اللہ کی اطاعت میں بالکل نہیں لگایا، اس کی ان نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا، حالانکہ ان پر واجب تھا کہ شکر ادا کرتے، اسی بستی والوں نے اپنے رب کا حکم نہ مانا، اور نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو امن کی جگہ خوف، عیاشی کی جگہ بھوک و افلاس و پیاس دے دی، اور وہی تو سب سے بڑا حاکم ہے۔''

جناب حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر نعمتوں پر اس کا شکر ادا نہ کیا جائے تو یہ نعمتیں بدل کر عذاب بن جاتی ہیں۔''



یہ جو نعمتیں ہمیں ڈھانپے ہوئے ہیں، جیسے امن و امان، بافراغت کھانا پینا اور سہولتیں اگر ہم نے اپنے دل و زبان اور عمل کے ساتھ ان پر خدا کا شکر ادا نہ کیا تو ممکن ہے یہ ہم سے چھن جائیں، شکر ادا کرنے سے تو نعمتوں کو دوام ملتا ہے۔

۴ نعمتیں تو باقی رہتی ہیں لیکن برکت اٹھ جاتی ہے، یعنی (نعمت بلا برکت) ان نعمتوں کا اثر قوموں امتوں افراد اور خاندانوں سے جس مقدار میں دور ہو جاتا ہے تو اسی مقدار میں برکت بھی کم ہو جاتی ہے، یعنی جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔





شکرانِ نعمت کے ذرائع اور وسائل

اس کے بہت سے طریقے اور ذرائع ہیں۔

❶ نعمتوں پر بار بار شکر کرنا:

تا کہ وہ نعمتیں ہمارے نصیب میں رہیں۔ سیّدنا داوٗد علیہ السلام کے بارے میں روایت آتی ہے کہ انہوں نے کہا: ''اے میرے رب! میں تیرا شکر کیسے ادا کروں؟ تیرا شکر کرنے پر تو مجھے ایک نئی نعمت مل جاتی ہے، تیرا شکر کیونکر ممکن ہے؟ تو اللہ نے فرمایا: اے داوٗد! اب تو نے میرا شکر ادا کیا۔'' ❶

❷ اس بات پر ایمان:

کہ اللہ ہی منعم حقیقی ہے، وہی فضل و انعام کرنے والا ہے، ہمیں علم ہونا چاہیے کہ وہی عبادت شکر اور تعریف کے لائق ہے۔

ایک اسرائیلی روایت میں آتا ہے کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عرض کیا: ''یا اللہ! تو نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا، اور پھر اس میں اپنی طرف سے روح کو پھونکا اور اپنے فرشتوں سے اسے سجدہ کروایا، اور اسے ہر چیز کے نام سکھائے، اور...... اور...... ان سب نعمتوں پر شکر کی طاقت تو نے اسے کیسے دی؟''

---

❶ تفسیر القرطبی: ۱/ ۲۷۱، سورۃ البقرۃ، آیت:۵۲.

اللہ نے فرمایا: ''یہ سب کچھ اس نے مجھ سے سیکھا اس کا یہ سب جان لینا ہی تو میرا شکر تھا۔ اور کوئی نعمت مخلوق پر آسمانوں اور زمین والوں کی طرف سے نہیں آتی مگر اس کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ ❶

❸ الحمد للہ کہنا:

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ بندے سے اس بات پر راضی ہو جاتا ہے کہ کھانے کا لقمہ کھائے تو اس پر الحمد للہ کہے اور اگر پانی کا گھونٹ پیے تو اس کی حمد و ثنا کرے۔'' ❷

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نوح علیہ السلام ہمیشہ بیت الخلاء سے نکلتے ہوئے یہ دعا کرتے تھے:

''سب تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے مجھے اس کھانے کا مزہ دیا، اور اس میں سے فائدہ کی چیز میرے اندر باقی رکھی اور تکلیف دہ چیز (فضلہ) کو نکال دیا۔'' ❸

سیّدنا سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''نبی اللہ نوح علیہ السلام جب کوئی لباس

---

❶ شعب الایمان: ٤/ ١٠٣، حدیث: ٤٤٢٧.

❷ صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعا والتوبة والاستغفار، باب استحباب حمد الله بعدالاكل والشرب، حديث: ٢٧٣٤.

❸ شعب الایمان: ٤/ ١١٠، حديث: ٤٤٦٩.

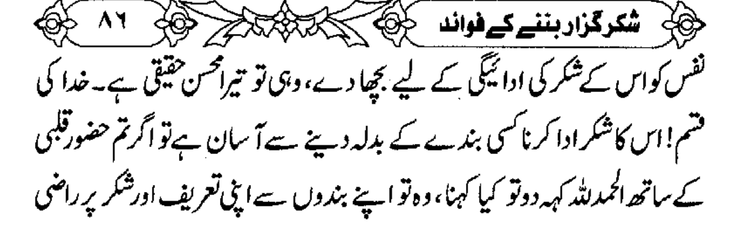
پہنتے یا کھانا کھاتے یا کچھ بھی کھاتے پیتے تو کہتے الحمدللہ تو آپ کو "عبد شکور" (شکر گزار بندہ) کا لقب ملا۔ ❶

بعض تابعین سے بھی ایسی روایتیں منقول ہیں کہ جس پر نعمتیں زیادہ ہوں تو وہ زیادہ الحمدللہ کہے کیونکہ شکر تو اس وقت ادا ہوتا ہے جب شکر کرنے والے کے احسانات کی تعریف کی جائے۔

سیّدنا عبداللہ بن ابی نوح کہتے ہیں کہ مجھے کسی ساحل پر ایک آدمی نے پوچھا کہ کتنے ایسے معاملات ہیں جو تو نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے کیے جو اسے ناپسند تھے اور کتنے معاملات ایسے ہیں جو اس نے تیرے ساتھ کیے جو تجھے پسند تھے میں نے کہا: یہ اتنے زیادہ ہیں کہ میں گن بھی نہیں سکتا۔ اس نے کہا: کیا کبھی ایسا بھی ہوا کہ اسے پکارا ہو اور اس نے تیری التجا نہ سنی ہو؟ میں نے کہا: خدا کی قسم کبھی نہیں، بلکہ اس نے تو میرے اوپر میری حیثیت سے بڑھ کر احسان کیا اور ہر معاملہ میں میری مدد کی۔ اس نے پوچھا کیا تو نے کچھ مانگا جو اس نے نہ دیا؟ میں نے کہا: مجھ سے اس نے کچھ روکا ہی نہیں کہ میں مانگو۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے کچھ مانگا ہو اور اس نے نہ دیا ہو جب مدد مانگی اس نے مدد کی۔ اس آدمی نے کہا اے عبداللہ! تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کوئی بنی نوع انسان تمہارے ساتھ اس طرح کی اچھائیاں کرے تو تم اسے کیا بدلہ دو گے؟ میں نے کہا: میں اس کا بدلہ کسی صورت نہیں ادا کر سکتا۔ اس نے کہا: پس تیرا رب اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ تو اپنے

---

❶ تفسیر القرطبی: ۵/ ۱۴۰۔ سورۃ الاسراء، آیت: ۳.



نفس کو اس کے شکر کی ادائیگی کے لیے بچھا دے، وہی تو تیرا محسن حقیقی ہے۔ خدا کی قسم! اس کا شکر ادا کرنا کسی بندے کے بدلہ دینے سے آسان ہے تو اگر تم حضور قلبی کے ساتھ الحمدللہ کہہ دو تو کیا کہنا، وہ تو اپنے بندوں سے اپنی تعریف اور شکر پر راضی ہوتا ہے۔

④ دینی علوم سے مسلح ہونا:

یعنی کتاب وسنت اور اقوال صحابہؓ اور سلف الصالحینؒ کے اقوال کا علم ہونا، کیونکہ جہالت اور لاعلمی کفر کو جنم دیتی ہے۔ اور اسے نعمتیں نظر نہیں آتیں۔ علم تو آنکھوں کو نور اور روشنی بخشتا اور نعمتوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

⑤ مخلوق پر احسان کرنا:

کیونکہ یہ سب نعمتیں جو اللہ نے آپ کو دی ہیں یہ آپ کے اوپر اس کا احسان عظیم ہے۔ اس خدا کے شکر کا طریقہ یہ ہے کہ آپ ان نعمتوں کے ذریعے لوگوں پر احسان کریں، یعنی ان کو بھی دیں خاص طور پر فقراء اور مساکین کا خیال رکھیں۔ ادریس علیہ السلام کے بارے میں روایت ہے، کہتے ہیں: ''کسی کے لیے ممکن نہیں کہ خالق جل وعلا کی ان نعمتوں پر کما حقہ شکر ادا کر سکے جو اس نے کی ہیں کوئی شخص مخلوق کے ساتھ وہ سب کچھ نہیں کر سکتا جو خالق کر سکتا ہے، اگر تم اللہ سے ہمیشگی نعمت کے طلب گار ہو تو ہمیشہ فقراء اور مساکین کا خیال رکھا کرو۔''

⑥ نعمتوں کا اظہار:

یعنی جس پر نعمتیں ہوئی ہیں وہ نظر بھی آنی چاہئیں، اس لیے کہ جس نے نعمت

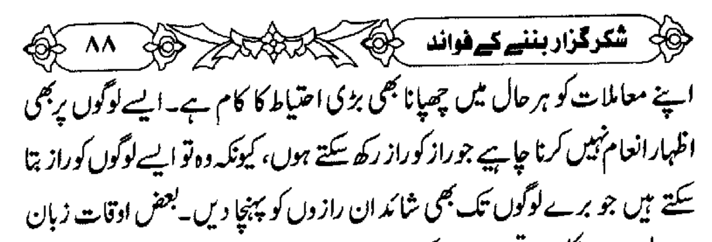
کو چھپایا گویا کہ اس نے اس کی نعمت کی ناشکری کی اور جس نے اس کا اظہار کیا اور پھیلایا تو اس نے شکر ادا کیا۔ نبی ﷺ کا ارشاد: ''بے شک جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر کوئی نعمت نازل فرماتا ہے تو وہ پسند کرتا ہے کہ اس بندے پر اس نعمت کے اثرات بھی نظر آئیں۔'' ❶

جیسے اشعار میں کسی نے کہا: (ترجمہ درج ذیل ہے)

''یہ بڑی تکلیف دہ بات ہے کہ آپ کے احسانات پر میرا شکر خاموش ہے جبکہ آپ کا فضل واحسان تو بول رہا ہے، اور آپ کا جو بھی بھلائی کا معاملہ ہے وہ میں دیکھ بھی رہا ہوں اور چھپا بھی رہا ہوں۔ تب تو میں اپنے کریم کے کرم کے دریا کو چھپا رہا ہوں۔ یہاں میں ایک بات کی طرف اشارہ ضروری سمجھتا ہوں کہ جس شخص پر اللہ کا کرم و انعام ہو، تو وہ اس کا اظہار ضرور کرے لیکن بہت زیادہ نعمتوں کا اظہار بھی مناسب نہیں کیونکہ نظر بد تو ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں اور پھر نعمتوں کا اظہار کرنا بہت اچھا لگتا ہے۔ اگر یہ نعمتیں کسی حاسد آدمی کے علم میں آجائیں تو اندر ہی اندر سے وہ جلنا شروع ہو جاتا ہے، پس انسان آزمائش کی حالت میں شقی القلب ہوتا ہے اور راحت کے زمانے میں نظر بد لگنے کا اندیشہ ہو جاتا ہے۔''

---

❶ سنن الترمذی: کتاب الادب، باب ان اللہ تعالیٰ یحب ان یری اثر نعمته علی عبده، حدیث: ۲۸۱۹.



اپنے معاملات کو ہر حال میں چھپانا بھی بڑی احتیاط کا کام ہے۔ ایسے لوگوں پر بھی اظہار انعام نہیں کرنا چاہیے جو راز کو راز رکھ سکتے ہوں، کیونکہ وہ تو ایسے لوگوں کو راز بتا سکتے ہیں جو برے لوگوں تک بھی شائد ان رازوں کو پہنچا دیں۔ بعض اوقات زبان سے ایسی بات نکل جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔

۷ اللہ کے لیے ایک دوسرے کو نصیحت کرنا:

یعنی حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا، اور اچھے انداز سے بحث و مباحثہ کرنا اور اس کام کو حقیر نہ سمجھنا۔

۸ نیکی کے کام اور تقویٰ میں تعاون:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾ (المائدۃ: ۵/ ۲)

''نیکی کے کام اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو اور سرکشی اور گناہ کے کام میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کرو۔''

اور ساتھ ساتھ اس راستے میں جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرو۔

اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالْعَصْرِ ۝۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝۲ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳ ﴾ (العصر)

''عصر کی قسم! انسان نقصان میں ہے، مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور حق بات کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔''

۹ اور زیادہ سے زیادہ عمل صالح کرنا:

جو اللہ نے حرام کیا ہے اس سے دور رہنا کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ﴾

(الرعد: ۱۳/ ۱۱)

''خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جسے خیال آپ اپنی حالت بدلنے کا۔''

سو ہمیں ہر وقت ہر لمحہ ایسے اعمال کرنے چاہئیں جن کا شمار ایسے ذرائع میں ہو جو کہ شکر ادا کرنے کے لیے ہیں اور جن کے کرنے سے ہمارا خالق ہم سے راضی ہو جائے۔





شکر گزار امیر، صبر کرنے والا غریب

صبر اور شکر دو ایسی عظیم عبادتیں ہیں کہ ان سے ہر انسان کا تعلق ہوتا ہے۔ ان کے بارے میں بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ان کی مختلف اقسام ہیں، ان میں سے افضل عبادت کونسی ہے صبر یا شکر؟

حضرت امام شمس الدین بن القیمؒ نے بہترین بات کہی ہے کہ ''صبر اور شکر کا انسان کے ساتھ براہِ راست تعلق ہے، بے شک وہ انسان امیر ہو یا غریب، عیش و آرام والا ہو یا آزمائشوں والا۔'' تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امیر شاکر اور فقیر صابر میں سے افضل کون ہے؟ [1]

پھر فرمایا: ''تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان دونوں میں سے افضل وہ ہے جس کے اندر تقویٰ زیادہ ہو، اگر تقویٰ میں دونوں برابر ہوں تو فضیلت میں بھی دونوں برابر ہوں گے۔ اللہ نے کسی غنی کو فقیر پر یا کسی صحت مند کو بیمار پر فضیلت نہیں دی، فضیلت کا معیار تو تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔ فرمایا:

﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ (الحجرات: ٤٩/ ١٣)

''بے شک اللہ ۔۔۔ نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم

[1] عدة الصابرين: صفحه: ١٢٦.



میں سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔'' ❶

اور تقویٰ کی اساس تو صبر اور شکر دونوں پر قائم ہے۔ یہ صفت تو دونوں کے لیے بہت ضروری ہے۔ اور جو بہترین صبر اور شکر کرنے والا ہو وہی افضل ہے۔ اس (تقویٰ) کے بغیر کسی ایک کو دوسرے پر فوقیت دینا بہر حال مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ امیر شخص شکر کے حوالے سے اللہ کا زیادہ تقویٰ رکھتا ہو بہ نسبت اس شخص کے جو فقیر صابر ہو لیکن اللہ کا تقویٰ اس میں کم ہو۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تقویٰ کی وجہ سے فقیر صابر غنی شاکر پر فوقیت حاصل کرے۔ یہ کہنا ٹھیک نہیں ہے کہ یہ آدمی فقیری کی وجہ سے افضل ہے۔ اور نہ ہی یہ کہ فلاں شخص نعمتوں پر شکر کی وجہ سے افضل ہے۔ دونوں طرف سے افضیلت ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ دونوں ہی ایمان سے منسلک ہیں بلکہ ایمان ان میں لپٹا ہوا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جو شخص واجبات اور نوافل کا زیادہ پابند ہوگا وہی افضل ہوگا، چاہے وہ شکر گزار امیر ہو یا صبر کرنے والا غریب ہو۔ جیسے ایک روایت میں آتا ہے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے: ''جو چیز مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعے میرا بندہ میرے قریب ہوتا ہے، یعنی جس چیز کو میں نے اس پر فرض کیا اور نوافل کے ذریعے میرا بندہ میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں۔'' ❷

---

❶ عدة الصابرين: صفحه:١٢٦ .

❷ صحيح بخاري: كتاب الرقاق، باب التواضع، حديث: ٦٥٠٢ .

پس جو آدمی فرائض اور نوافل کا زیادہ پابند ہوگا وہی اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوگا۔

اور اگر کہا جائے جیسا کہ حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری قوم کے فقراء امیروں سے آدھا دن قبل جنت میں داخل ہوں گے، اور وہ آدھا دن پانچ سو (۵۰۰) سال کا ہوگا۔'' ❶

کہا گیا ہے کہ یہ بات فقراء کے افضل ہونے کے لیے دلیل نہیں ہے، اور نہ ہی اس طرح ان کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ امیر آدمی اور عادل بادشاہ حساب کتاب کی وجہ سے بعد میں جنت میں پہنچیں لیکن جب داخل ہو جائیں تو ان کا درجہ اور مرتبہ فقیر سے افضل ہو۔

گزشتہ بحث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امیری اور غریبی دونوں ہی افضل ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ان کا ایمان وتقویٰ سے کتنا تعلق ہے؟ یعنی جس کا تعلق ایمان اور تقویٰ سے زیادہ ہوگا وہی افضل ہوگا۔

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے: ''اگر صبر اور شکر دونوں سواریاں ہوتیں تو میں بتا نہیں سکتا کہ سواری کے لیے کس کو اختیار کروں، پس حقیقت یہ ہے کہ صبر اور شکر دونوں لازم وملزوم ہیں، دونوں کا اپنا اپنا نام ہے، کوئی بھی صفت ان دونوں صفتوں میں سے کسی شخص کے اندر غالب ہوسکتی ہے اور دوسری صفت سے زیادہ محسوس کی جا سکتی ہے۔

❶ مسند احمد بن حنبل: ۲/ ۵۱۹، حدیث: ۱۰۷٤۱.

﴿ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝٨﴾ (التکاثر: ۱۰۲/ ۸)

''پھر ضرور اس روز تم سے نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

اس آیت مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ نعمتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے فضول نہیں کی جاتیں ہیں بلکہ ان کو شمار کرنے والا سب سے زیادہ بلند و برتر ہے۔ جس شخص پر اللہ تعالیٰ کی بے پایاں دنیوی یا دینی نعمتیں ہوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان نعمتوں کے بارے میں پوچھے گا کہ کیا اس نے ان کی حفاظت کی یا ضائع کر دیا۔ حضرت مکحولؒ سے مذکورہ آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ان نعمتوں سے مراد ٹھنڈا پانی، سایہ دار جگہ، سیر ہو کر کھانا، بہترین جسمانی اعضا، اور مزے کی نیند ہے۔''

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ سب دنیوی مزے ان نعمتوں میں شامل ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''نعیم سے مراد جسم، کان اور آنکھوں کا صحیح اور صحت مند ہونا ہے۔'' [1]

سلف صالحین کی اس تفسیر کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف یہی نعمتیں ہیں، بلکہ نعمتیں عام ہیں۔ ہر نعمت ہی یہاں مراد ہے۔ اور جن نعمتوں کا ذکر سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد اور مکحولؒ نے کیا ہے وہ تو دیگر تمام نعمتوں کا جز ہیں۔ انہوں نے چھوٹی نعمتوں کا ذکر کر کے بڑی نعمتوں کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے اور کم کو ذکر کر کے زیادہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔

[1] تفسیر الطبری: ۱۲/ ۶۸۰.

آیئے! ذرا درج ذیل حدیث کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنے حال اور ان لوگوں کے حال کا موازنہ کریں جن کے بارے میں یہ حدیث ہے، تا کہ ہم ان نعمتوں کو پہچان سکیں جو ہمارے اوپر کی گئی ہیں۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن یا (رات) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی باہر ہی کھڑے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس وقت آپ دونوں کو گھر سے کس چیز نے نکالا؟ دونوں نے عرض کیا: بھوک نے اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! مجھے بھی اسی چیز نے گھر سے نکالا ہے جس نے آپ دونوں کو نکالا، آؤ چلیں۔ تو وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل دیے یہاں تک کہ ایک انصاری صحابی کے گھر پہنچے تو وہ گھر پر نہیں تھے، لیکن ان کی بیوی نے انہیں دیکھا تو عرض کیا اھلاً و سھلاً خوش آمدید۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں کہاں ہے؟ عورت نے جواب دیا: کنویں سے پانی لینے گئے ہیں۔ فوراً ہی وہ انصاری پہنچ گئے۔ جب اس انصاری صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ساتھیوں کو دیکھا تو پکار اٹھا، ''الحمد للہ! آج کے دن میرے مہمانوں سے زیادہ باعزت مہمان کسی کے ہاں نہیں ہیں۔'' راوی کہتے ہیں کہ پھر جلدی سے گئے اور بہت سی کچی پکی اور تازہ کھجوریں لے آئے۔ اور کہا ان کو تناول فرمایئے۔ اور خود چھری لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو دودھ والا جانور نہ ذبح کرنا۔ پس انہوں نے جانور ذبح کیا۔ اس میں سے مہمانوں نے کھایا اور کھجوریں

بھی کھائیں۔ اور جب بالکل کھا پی کے سیر ہو گئے تو رسول اکرم ﷺ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کی قبضہ قدرت میں میری جان ہے! روز قیامت تم سے آج کے دن کی اس نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا تمہیں تمہارے گھروں سے بھوک نے نکالا، پھر تم یہ نعمت حاصل کر کے ہی لوٹ رہے ہو۔'' ❶

اللہ اکبر! ان سے صرف اس ایک کھانے کا بھی پوچھا جائے گا وہ جو کبھی کبھار ملا کرتا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: وہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ نبی کریم ﷺ کے گھر تین مہینے تک چولھا نہیں جلتا تھا اور آپ ﷺ اپنے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے دو پتھر باندھا کرتے تھے۔''

ہم نعمتوں میں ڈوبے ہوئے لوگوں سے کونسا سوال کیا جائے گا، یہ ملک سب سے زیادہ غریب ملک تھا، یہاں تک کہ ہمارے آباء اجداد چمڑے کھا لیا کرتے تھے اور اردگرد کے ممالک کی طرف تلاش معاش کے لیے جایا کرتے تھے۔ اور اپنے اہل وعیال سے سالہا سال دور رہا کرتے تھے، تاکہ ان کے لیے کچھ لا سکیں بعض اوقات تو بے چاروں کو واپسی پر لوٹ لیا جاتا تھا۔

پھر فیضان باری تعالیٰ نے ہمیں ڈھانپ لیا ہمارے چھوٹے چھوٹے قبیلوں

❶ تفسیر القرطبی: ۲۰/ ۱۶۲۔ صحیح مسلم: کتاب الاشربة باب جواز استتباعه غیره الی دار من یثق برضاه، حدیث: ۲۰۳۸.

اور علاقوں نے ایک بڑے ملک کی صورت اختیار کی اور لوگوں کے درمیان بھی الفت ومحبت پیدا ہوئی۔تو ہمارے اوپر نعمتوں کی بارشیں شروع ہوگئیں۔زمین نے ہمارے لیے اپنی تمام تر برکتیں نکال ڈالیں۔ یہاں تک کہ باہر سے لوگ یہاں طلب رزق کے لیے آنا شروع ہو گئے اور فائدہ اٹھانے لگے۔آج ہم میں سے کون ایسا ہے جو بھوک کی وجہ سے گھر سے نکل کھڑا ہو۔ بلکہ ہے کوئی جس کے دستر خوان پر ایک روز بھی ایسا گزرے کہ گوشت موجود نہ ہو۔ بلکہ اب تو ہمارے بچے ہوئے کھانوں سے بلیاں پل رہی ہیں اور بڑھتی جا رہی ہیں، ان بلیوں سے سڑکیں بھر گئی ہیں۔اب بھی ہم شکر ادا نہ کریں؟ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں شکر کرنے والوں اور ذکر کرنے والوں میں سے بنائے۔(آمین)





نعمتوں کی اقسام

نعمتوں کے بارے میں تو بات بہت لمبی ہو سکتی ہے کیونکہ نعمتوں کا احاطہ بہت ہی مشکل ہے، لیکن عام طور پر نعمتوں کو تین قسموں میں بانٹا جاتا ہے:

① عام نعمتیں ② جزوی عام نعمتیں ③ خاص نعمتیں

① عام نعمتیں:

یہ ایسی نعمتیں ہیں جو ہر قسم کی مخلوق کو ملتی ہیں۔ جو بھی زمین میں ہے وہ نیک ہو، فاسق ہو، مومن ہو، کافر ہو، انسان یا جن ہو، بلکہ پوری کائنات کو ملتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ نوح میں فرمایا:

﴿ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿١٩﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿٢٠﴾ ﴾ (نوح: ٧١/ ٢٠-٢١)

"اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے زمین کو فرش بنا دیا، تا کہ اس کی کشادہ راہوں میں چلو۔"

اور فرمایا:

﴿ اَ لَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ﴿٦﴾ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ﴿٧﴾ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ﴿٨﴾ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿٩﴾



وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿١٠﴾ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿١١﴾ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ﴿١٢﴾ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿١٣﴾ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿١٤﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿١٥﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿١٦﴾ ﴾

(النبا: ٧٨/ ٦-١٦)

"کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا اور پہاڑوں کو میخیں (نہیں بنایا) اور ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا۔ اور تمہاری نیند کو آرام کا سبب بنایا۔ اور رات کو ہم نے پردہ بنایا۔ اور دن کو ہم نے وقت روزگار بنایا۔ اور تمہارے اوپر ہم نے سات مضبوط آسمان بنائے۔ اور ایک چمکتا ہوا روشن چراغ (سورج) پیدا کیا۔ اور بدلیوں سے بکثرت بہتا ہوا پانی برسایا تاکہ اس سے اناج اور سبزہ اور گھنے باغ۔" (اگائیں) کتنی ہی ترتیب اور تنظیم سے اللہ کی نعمتیں ہو رہی۔"

فرمایا:

﴿ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿٧١﴾ ﴾ (القصص: ٢٨/ ٧١)

"کہہ دیجئے: دیکھو تو سہی اگر اللہ تم پر رات ہی رات قیامت تک برابر

کر دے تو سوائے اللہ کے کون معبود ہے جو تمہارے لیے روشنی لائے کیا تم سنتے نہیں ہو۔"

اگر اندھیری رات ہی چھائی رہے تو آنکھوں کی روشنی کا کیا فائدہ، اور دل کتنے ہی تنگ ہو جائیں۔ روشنی کی نعمت سے تو لوگ محروم ہو جائیں، بلکہ رنگوں کی تمیز بھی ممکن نہ رہے۔ اس بصارت کی نعمت سے کیسے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ مذکورہ آیت سے اگلی آیت سورۂ قصص کی ۷۲ نمبر آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ ﴾ (القصص: ۲۸/ ۷۲)

"کہہ دیجیے: کیا تم دیکھتے نہیں اگر اللہ تعالیٰ تمہارے لیے قیامت تک دن ہی دن بنا دے، تو کون معبود ہے سوائے اللہ کے جو تمہارے لیے رات بنائے، جس میں تم سکون حاصل کرتے ہو، تو کیا تم دیکھتے نہیں۔"

اگر زمین میں ہمیشہ روشنی، یعنی دن ہی کی کیفیت رہے تو دنیا کو سکون نہ آئے۔ لوگ سکون سے نہ رہیں بلکہ پاگل ہو جائیں۔ اور اعصاب جواب دے جائیں۔ دنیا کے پیچھے بھاگتے ہی چلے جائیں۔ اور زمین اپنی تمام تر وسعت کے باوجود تنگ ہو جائے۔ لیکن اللہ کا فضل بڑا وسیع ہے۔ اور وہ بڑا ہی رحمتوں والا ہے۔ پس ہمارے لیے ضروری ہے، کہ نعمتوں پر اس کا شکر ادا کریں۔



فرمایا کبریا جل شانہ نے:

﴿ وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۷۳ ﴾

(القصص: ۲۸/ ۷۳)

''اور اس نے تو تمہارے لیے اپنے فضل و کرم سے دن رات مقرر کیے تا کہ تم رات کو آرام کرو، اور دن میں اس کی بھیجی ہوئی روزی تلاش کرو، یہ اس لیے کہ تم شکر ادا کرو۔''

سورج اور اس کا خاص مقدار میں زمین سے دور ہونا بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر اس مقدار سے ذرا بھی قریب ہو جائے تو کھیتیاں جل جائیں، اور سمندر کا پانی بخارات بن کر اڑ جائے، مخلوق ختم ہو جائے۔ اور اگر اس خاص مقدار سے دور ہو جائے تو ہر چیز حد سے زیادہ ٹھنڈی ہو جائے۔ دودھ تھنوں میں ہی جم جائے، خون رگوں میں ہی ٹھٹھر جائے اور شدید کہر سے فصلیں تباہ ہو جائیں، تو یہی کہنا کافی ہے کہ پاک ہے وہ حکمت و کرم والا، وہ احسان کرنے والا وہ بہت زیادہ رحم کرنے والا مہربان۔

پہاڑوں کا اس خاص انداز سے گاڑھ دینا کہ زمین کا توازن برقرار رہے یہ بھی خدا کی عمومی نعمتوں سے ہے۔

چاند اور اس کی روشنی، اور سمندر میں پانی کا مدو جزر، پانی کا اس انداز سے حرکت کرنا کہ ایسے لگتا ہے سمندر کے اندر بھی دریا اور نہریں بہتی ہیں۔ یہ سب خدا

کی عمومی نعمتیں ہیں۔ سمندر کے پانی کا خاص مقدار میں بخارات بننا، پھر بادل میں تبدیل ہونا، خاص خاص مقامات پر برسنا، اور ان بادلوں کا ملنا ان کے پانی سے مردہ زمین کا زندہ ہونا، پھر سخت چٹانوں کے اندر اس پانی کا ٹھہر جانا، جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ انتہائی مزیدار میٹھے پانیوں کے چشمے ابل پڑنا، جن سے لوگ پیاس بجھاتے ہیں، اور اس پانی کا ملک در ملک سفر کر کے واپس سمندر میں چلے جانا اور لوگوں کا فائدہ اٹھانا، یہ سب خدا کی عمومی نعمتیں ہی تو ہیں۔ انسانوں اور جانوروں کے کھانے کی قسم قسم کی چیزوں کا زمین سے نکلنا، جو موسم گرما اور سرما کے لیے الگ الگ نکلتی ہیں، اور ایسی فصلیں جو زمین پانی اور فضا کی مناسبت سے پیدا ہوتی ہیں۔

عمومی نعمتوں میں سے درخت اور پہاڑ ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے نوع زمین کی خصوصیات کے مطابق پیدا کیا ہے۔ جیسے صحرا کے درخت اور ان کے میوے کتنے ہی میٹھے ہوتے ہیں۔ اور پھر صحرائی جڑی بوٹیاں جن میں اللہ نے خاص تاثیر رکھی ہے۔ سمندر اور اس کے اندر موجود خزانے، ان سمندروں سے کتنا بہترین گوشت نکلتا ہے۔ ان میں سے ہیرے، موتی اور جواہر نکلتے ہیں۔ ایسی چیزیں نکلتی ہیں جو دوائی کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ سمندروں کے نمک میں اللہ نے شفا ڈال دی ہے۔ اور پھر ان موجوں کو تو دیکھئے کیسے مدو جزر لیے اٹھتی بیٹھتی رہتی ہیں، گویا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر رہی ہوں۔ اور یہ موجیں ہر وہ چیز سمندر سے باہر نکال پھینکتی ہیں جو گندی ہو یا انسان کے فائدے کے لیے نہ ہو۔ اگر سمندر کی موجیں خاموش ہو جائیں تو ہر مردہ مچھلی سمندر میں تعفن پھیلائے اور ہر نقصان دہ

چیز باقی رہ جائے۔ اللہ نے ان موجوں کو بحری جہاز اٹھانے کے لیے مسخر کر دیا۔ جو تیز دھار موجوں کو چیرتے ہوئے چلتے ہیں۔ لوگوں اور سامان کو اٹھا کر اتنے دور دور لے جاتے ہیں کہ جہاں انسان خود لے جاتا بھی تو بڑے مشقت اٹھانی پڑتی۔

اشعار کا ترجمہ:

''آفاق میں اللہ کی بے شمار نشانیاں ہیں، شاید کہ تھوڑی سی بھی ان میں سے تجھے اس کی طرف ہدایت دے دیں۔ اور کتنی ہی سمندر میں اس کی عجیب وغریب نشانیاں ہیں! ذرا تمہاری آنکھیں غور تو کریں، پھر ذرا کم سے کم اپنے اردگرد کے ماحول پر تو غور کیجیے اور پھر یہ آیت پڑھیے۔''

﴿ لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ﴾

(الانبیاء: ۲۱/ ۲۲)

''اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے علاوہ اور بھی الٰہ ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہو جاتے۔''

سو پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ٹھیک کیا، اور تقدیر بنائی، سیدھا راستہ دکھایا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

❷ جزوی عام نعمتیں:

ایسی نعمتیں جو عام نہیں ہیں لیکن عام نعمتوں سے مشابہت رکھتی ہیں ان کا نزول بعض لوگوں پر ہوتا ہے، یعنی ایسی نعمتیں بعض لوگوں کو ملتی ہیں، بعض کو نہیں۔ بعض

ملکوں میں ہوتی ہیں، اور بعض ان سے محروم ہوتے ہیں۔ مثلاً: ہدایت کی نعمت۔

پس اے مسلمان! اللہ نے تجھے ہدایت جیسی نعمت کے لیے چن لیا۔ حالانکہ کتنے ہی ایسے ہیں جو اس نعمت سے محروم ہیں۔ اور یہ سب سے بڑی نعمت ہے کہ تجھے دین حق کی طرف ہدایت دی۔ اور اس ذات نے بغیر کسی کوشش کے تیرا سینہ اس ہدایت کے لیے کھول دیا۔ تجھے نہ کوئی تکلیف پہنچی اور نہ آزمائش۔ اللہ نے تجھے دین مستقیم کا راستہ دکھایا اور کئی لوگوں کو اس نے اس نعمت کی توفیق نہیں دی تاکہ تجھے اس نعمت کی قدر و منزلت معلوم ہو سکے۔ ذرا سوچو تو سہی کہ محشر کا دن ہے اور تم بھی لوگوں کے ساتھ جا رہے ہو۔ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہونا ہے، اور دوزخ کی آگ پورے جوش سے آواز نکال رہی ہے۔ وہ ان نافرمانوں اور کافروں کے سامنے غیظ و غضب کا مظاہرہ کر رہی ہے، جو اس کی شدت گرمی سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور پھر تم سنو کہ نافرمان اس کے اندر سے بول رہے ہیں اور چیخ و چلا رہے ہیں، کہہ رہے ہیں:

﴿رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَٰلِمُونَ ﴿١٠٧﴾﴾

(المومنون:۲۳/ ۱۰۷)

"اے ہمارے پروردگار! ہم کو اس سے نجات دے، اگر ہم اب بھی ایسا ہی کریں بے شک ہم ظالم ہوں گے۔"

اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا، یقیناً تم کہہ رہے ہوں گے:

﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى هَدَىٰنَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِىَ لَوْلَآ



أَنْ هَدَانَا اللهُ ﴾ (الاعراف: ۷/ ٤٣)

''اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو نہ پہنچاتا۔''

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو شخص مسلمان ہو اور جسمانی طور پر بالکل تندرست ہو تو اس کی دنیوی نعمتوں اور اخروی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمتیں مل گئیں، کیونکہ دنیوی نعمتوں کی سردار جسمانی تندرستی ہے اور اخروی نعمتوں کی سردار نعمت اسلام ہے۔

عبدالملک بن مروان نے کہا شکر ادا کرنے کے لیے اس بات سے اچھی اور بہترین بات اور کوئی نہیں ہوسکتی کہ آدمی کہے:

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمارے اوپر انعامات کیے اور ہماری اسلام کی طرف راہنمائی کی۔''

جزوی عام نعمتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ نے ہمیں ایک اسلامی ملک میں پیدا کیا، جہاں امن وامان کا دور دورہ ہے۔ اور ہمارے اردگرد مما لک میں لوگوں کو اچک لیا جاتا ہے، اغوا کیا جاتا ہے۔ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ نے زمینی خزانوں کے دھانے کھول دیے۔ اس زمین نے زرد سرخ اور کالا سونا نکالا، اور آخر کار اللہ نے اس کالے سونے (پٹرول) کو گاڑیوں کا ایندھن بنا دیا، جس سے عوام کی گاڑیاں چلتی ہیں۔ اس کی طاقت سے زمینی، فضائی اور بحری مواصلات کا نظام چل رہا ہے۔ بلکہ عجیب بات تو یہ ہے کہ اس ایندھن سے پٹرولیم کی مصنوعات بنتی ہیں۔

جس سے کپڑے، گھر، برتن دیگر ایسے ایسے آلات بنتے ہیں کہ انسان ان کو شمار بھی نہیں کر سکتا، اگر اللہ اس طرف انسانوں کی راہنمائی نہ کرتا تو یہ نعمتیں ان کو کہاں سے حاصل ہوتیں، پس پاک ہے وہ بڑے فضل واحسان والا۔

ان نعمتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ہمارے ان مسلم ممالک میں دور دراز سے لوگوں کی آمد ورفت شروع ہوگئی۔ اور انہوں نے یہاں کے دنیوی واخروی منافع کا خود مشاہدہ کیا۔ پس یہاں اللہ تعالیٰ نے مختلف انواع واقسام کے بنی نوع انسان کو جمع کر دیا۔ جن کے جمع ہونے کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اور پھر ان نعمتوں میں سے ہماری سواریاں اور بہترین گھر بار ہیں۔ جن کے بارے میں ماضی میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے، پس کلام پاک کی تلاوت کیجیے تا کہ آپ کو اللہ کے احسانات وانعامات کا اندازہ ہو جو اس نے آپ پر کیے ہیں، ان نعمتوں پر خوب بڑھ چڑھ کر شکر ادا کیجیے۔

۳ خاص نعمتیں:

ان کا تعلق انسان کی ذات سے ہے۔ جسم انسانی کا نظام اللہ تعالیٰ نے کس ترتیب وتنظیم سے بنا دیا ہے۔ جس میں سے ایک انسان کی عقل بھی ہے جس کے بغیر زندگی میں سوچ وبچار کرنے کی حس ختم ہو جاتی ہے۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اس کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا:

﴿ وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿٢٠﴾ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٢١﴾ ﴾ (الذاریات: ۵۱/ ۲۰۔۲۱)

''اور یقین والوں کے لیے زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں اور خود تمہاری ذات میں بھی، تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔''

﴿ سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ﴾ (حم السجدہ: ٤١/ ٥٣)

''عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ حق یہی ہے۔''

ذرا سا اپنے آپ کے قریب ہو کر تو محسوس کریں پہلے آپ کو اپنا جسم اپنے آپ میں نظر آئے گا۔ اس میں آپ کی سوچ و بچار کی طاقت اور روح بھی ہے جن کو آپ نہیں دیکھ سکتے، نفس کی خوبیوں میں سے درج ذیل قابل ذکر ہیں۔





مخفی نعمتیں جن کی طرف خیال بھی نہیں جاتا

بہترین پیدائش:

اللہ نے آپ کو خوبصورت ترین انداز میں بنایا اور آپ کو کامل ترین عقل عطا کی۔ اور ایسی بلیغ زبان عطا کی جو ہر وہ چیز بیان کر سکتی ہے جسے آپ کی آنکھ نے نہ دیکھا ہو، نہ آپ کے کانوں نے سنا ہو یا جو بھی آپ کے دل میں خیال گزرا ہو اور جو کچھ آپ نے سوچا ہو۔ اس زبان میں نہ تو کوئی ظاہری رگ ہے اور نہ کوئی طاقت اور اعصاب ہیں۔ بس یہ تو اللہ عزوجل کی بہترین کاریگری کا ایک شاہکار ہے۔

رب حکیم وکریم نے فرمایا:

﴿ يَآيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝ ﴾ (الانفطار:۸۲/ ۶۔۷)

''اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکایا، جس رب نے تجھے پیدا کیا، پھر ٹھیک ٹھاک کیا، پھر (درست) بنایا، جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔''

اور فرمایا:

﴿ وَ اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۷۸ ﴾ (النحل: ۱۶/ ۷۸)

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا، اس وقت تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے، اور تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے شاید کہ تم شکر ادا کرو۔''

اور فرمایا:

﴿ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝۸ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ ۝۹ وَ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰ ﴾ (البلد: ۹۰/ ۸تا۱۰)

''کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں، اور زبان اور ہونٹ اور ہم نے اسے دونوں راستے دکھا دیے۔''

اور انسانی جسم میں ہاتھوں کی پیدائش کا کیا ہی عمدہ انداز ہے۔ اس میں بڑی حکمت سے انگلیوں کو ترتیب دیا گیا ہے، کوئی چھوٹی اور کوئی بڑی ہے۔ اور ان کے ایسے جوڑ ہیں جو پکڑنے میں مدد دیتے ہیں۔ اور کیا ہی ناخن ہیں کہ پوروں کی بھر پور حفاظت کرتے ہیں۔ اور ان سے بعض ضروریات پوری ہوتی ہیں، پس پاک ہے وہ پیدا کرنے والا اور صورت بنانے والا۔

اس جسم کے اندر سر ہے جو کتنا ہی بہترین انداز میں پیدا کیا گیا ہے۔ اس

سے دماغ کی حفاظت ہوتی ہے اور پھر دماغ بہت اہم چیز ہوتی ہے۔ اس لیے دماغ کو کتنی حفاظت سے اور بلند مقام پر رکھا گیا ہے۔ اور حواس تقریباً سب ہی سر کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ اور اگر سر کو کچھ ہو جائے تو سارے جسم ہی میں تعطل رونما ہو جاتا ہے۔ دیکھو تو سہی اس کو اللہ نے کندھوں سے بلند رکھا ہے، تاکہ ہر طرف حرکت کر سکے۔ اگر جسم کے اندر دھنسا ہوتا تو اس کا حرکت کرنا مشکل ہوتا، پھر اس سر کو کتنے ہی پیارے بالوں کے کپڑے پہنائے۔ اس سے انسان خوبصورت لگتا ہے، پھر سر کی جلد کی یہ بال حفاظت کرتے ہیں۔ اور اس کے اوپر کتنی موٹی اور مضبوط جلد ہوتی ہے، پھر یہ مضبوط اور سخت ہڈی کے پردے کے اندر نرم سائل مادہ جو حرکت کے وقت نرمی کے ساتھ جدھر چاہے مڑ جاتا ہے۔ پھر اس کے نیچے اور بھی تہیں ہیں جو عجیب قسم کے اعصاب اور خون کی رگوں پر مشتمل ہیں۔ جو خون اور احساسات دونوں کو عقل سے ملاتی ہیں اور انسانی جسم میں یہ احساسات کی آمد و رفت کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الشکر'' میں ''دل و دماغ کو کلیجہ کی ضرورت'' کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور ان سب اعضاء کے ایک دوسرے کے ساتھ تعلق کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور وہ موٹی موٹی رگیں جو دل کے دھڑکنے کے ساتھ ساتھ سارے جسم کے نظام کو دل سے جوڑے رکھتی ہیں۔ اور دوسری قسم کی ساکن رگیں جو کلیجہ کو سارے بدن سے اس انداز میں جوڑتی ہیں کہ سارے جسم کو حسب ضرورت غذا ملتی ہے (یعنی شریانیں اور وریدیں) کیا ہی حکیمانہ طرز کے ساتھ تمام

اعضاء کو جوڑ دیا ہے۔ خاص تعداد میں ہڈیوں، پٹھوں رگوں شریانوں تانتوں اور جوڑوں، گودوں اور رطوبتوں کا جسم میں ہونا بھی ذاتی نعمت کی کتنی بڑی دلیل ہے۔ ان میں سے کوئی بھی چیز اللہ نے بے مقصد پیدا نہیں کی۔ بلکہ ایک جسم انسانی میں ہزاروں قسم کے پھٹے، رگیں اور اعصاب ہوتے ہیں۔ کوئی چھوٹے ہیں کوئی بڑے، کوئی باریک اور موٹے۔ کچھ کم تقسیم شدہ ہیں اور کچھ زیادہ۔ اور ان میں سے ہر ایک میں ذاتی حکمتیں پوشیدہ ہیں، یہ سب خدا کی بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ اگر صرف ان متحرک رگوں میں سے کوئی رک جائے یا ساکن رگوں میں سے کوئی حرکت شروع کر دے تو اے مسکین انسان تو ہلاک ہو جائے۔

پس ان نعمتوں پر غور کیجئے تاکہ تمہیں ان کے اقرار کے بعد منعم حقیقی کی شکر گزاری کی توفیق بھی مل سکے۔ یہ تو ایسی نعمتیں ہیں جو بالکل عام بھی ہیں اور ہر جسم کو ملتی ہیں۔ جن کا گننا اور شمار کرنا ناممکن ہے، لیکن اگر ہم انہی نعمتوں کو وقت اور عمر کے لحاظ سے دیکھیں تو ہم ان میں عجیب وغریب تغیرات محسوس کریں گے۔ یعنی انسان کن ادوار سے گزرتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں، پھر پیدائش، پھر بچپن، لڑکپن، جوانی، ادھیڑ عمری بڑھاپا ہر مرحلہ میں انسان پر خاص قسم کی نعمتیں ہوتی ہیں۔ جن کا شمار وہی رب ذوالجلال ہی کر سکتا ہے۔ آپ جو بھی طریقہ اپنائیں چاہے ریاضیات اور اعداد وشمار کے ماہرین کی طرح گننا چاہیں آپ ان کے اعداد وشمار سے قاصر ہی رہیں گے۔ پس اللہ ہی ہے جو طاقت ور، زبردست ہے اور عظمت والا ہے۔

ابن ابودنیا کہتے ہیں کہ محمود وراق نے مجھے یہ اشعار سنائے:

ترجمہ درج ہے:

"اگر میرا شکر ادا کرنا بھی اللہ کی نعمت ہے تو گویا کہ اس نے مجھ پر ایک اور نعمت نازل کر دی ہو، تو اس طرح ایک بار پھر شکر ادا کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔" [1]

اگر دن بڑے اور عمر لمبی بھی ہو جائے تو اس کے فضل و کرم کے بغیر پھر بھی کامل شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ اور جب خوشحالی میسر آتی ہے تو بہت مزہ آتا ہے اور سکون ملتا ہے۔ اور اگر کوئی آزمائش یا تکلیف پہنچتی ہے تو اس پر بھی اجر و ثواب ملتا ہے۔ ان دونوں طریقوں کا حصول اللہ کے احسانات سے ہی ممکن ہے۔ ایسے احسانات جن کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا اور نہ ہی وہ اس زمین کی خشکی اور پانی میں سما سکتے ہیں۔ ایسی غیر محسوس نعمتیں جن کی طرف خیال بھی نہیں جاتا۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ نعمتیں وہی ہیں جو ہمیں نظر آتی ہیں، جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ نعمتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف انسان کا خیال بھی نہیں جاتا۔ ہاں، اہل بصیرت حضرات ان نعمتوں کا ادراک رکھتے ہیں۔ ہم ان میں سے بعض ایسی ہی نعمتوں کا ذکر کریں گے تا کہ لوگوں کو یہ نعمتیں بھی یاد آئیں۔ اور وہ اللہ کا شکر ادا کریں جو منعم حقیقی ہے۔

- سب سے پہلی ان دیکھی نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمان ماں باپ کے ہاں پیدا کیا۔ جو ہر لمحے آپ کو نیکی اور تقویٰ پر چلانے والا کوشاں

[1] الشكر: صفحه نمبر ٣١ (طبع كويت).



رہتے ہیں۔ ذرا دیکھیں تو سہی اس انسان کی طرف جو اسلام قبول کرتا ہے لیکن اس کے ماں باپ مسلمان نہیں ہوتے تو اس کے دل پر کیا گزرتی ہے، اسے کتنی تکلیف ہوتی ہے؟ وہ کتنی کوشش کرتا ہے کہ ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا سکے۔ وہ دوسروں کو کتنے رشک کے انداز سے دیکھتا ہے۔

◆ امام شریح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''اگر کسی مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس پر تین قسم کے انعامات ہوتے ہیں:''

① یہ آزمائش اس کے دین کے حوالے سے نہیں ہوتی۔

② جو آزمائش پہلے تھی اس سے یہ کم ہوتی ہے۔

③ یہ تو تقدیر میں لکھی تھی ہو کر رہ گئی۔ یعنی یہ باتیں سوچ کر وہ صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی اس سے راضی ہوتا ہے جو بہت بڑی نعمت ہے۔''

◆ غیر محسوس نعمت یہ ہے کہ آپ اپنے گرد و نواح میں نظر دوڑایئے اور دیکھئے وہ لوگ کس قسم کے خوف، بھوک، افلاس اور بیماریوں وغیرہ میں مبتلا ہیں۔ اور آپ امن و امان اور باہمی الفت اور محبت کے سائے میں اس طرح زندگی گزار رہے ہیں کہ سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے کسی سے نہیں ڈرتے۔

◆ چوتھی نعمت جو چاہتا ہے کہ وہ اللہ کی خاص نعمتوں کو پہچانے جو اللہ نے اسے صحت و تندرستی کے حوالے سے دی ہیں تو وہ بیماروں، مریضوں، ٹوٹے ہوئے اعضاء والوں اور لولے لنگڑے لوگوں کی زیارت کرے۔ اسے چاہیے کہ ذرا ہسپتالوں کا دورہ کرے اور دیکھے کہ کتنے بیمار روتے ہیں اور

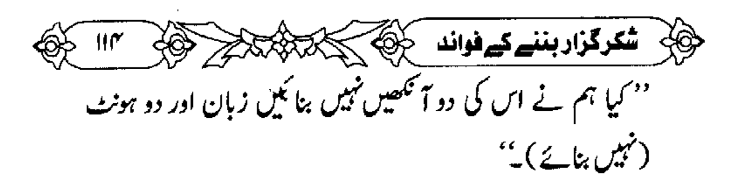
کتنے زخمی زخموں سے چور ہیں۔ کئی سماعت اور گویائی کھو بیٹھے ہیں یا ان میں سے کوئی ایک حاسہ کھو چکے ہیں۔ اور کتنے ہی ایسے مسکین ہیں جو تھوڑی سی نیند کے لیے ترستے ہیں یا درد سے تھوڑی دیر کے لیے بھی آرام نہیں پا سکتے۔ تب آپ اللہ کی ان غیر محسوس نعمتوں کو پہچان سکتے ہیں۔ کیونکہ ہر چیز اس کے متضاد کے ذریعے زیادہ بہتر انداز سے پہچانی جا سکتی ہے۔ بے شک انسانی اعضاء میں سے کسی ایک عضو کے بدلے کروڑوں روپے بھی کافی نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ تلف شدہ عضو واپس نہیں مل سکتا۔

ایک آدمی جناب یونس بن عبیدؒ کے پاس اپنی تنگ دستی کی شکایت لے کر آیا۔ تو یونسؒ نے کہا: کیا تم ایک لاکھ درہم کے بدلے اپنی آنکھیں مجھے دو گے؟ اس نے کہا: نہیں۔ یونسؒ نے کہا: اپنے ان ہاتھوں کے بدلے ایک لاکھ درہم لے لو۔ آدمی نے کہا: نہیں۔ تو یونسؒ نے کہا: چلو ٹانگ کے بدلے ایک لاکھ دیتا ہوں۔ اس آدمی نے کہا: نہیں۔ یونسؒ نے اس آدمی کو اللہ کی یہ نعمتیں یاد دلائیں کہ میرے خیال میں تمہارے پاس تو ہزروں لاکھوں ہیں اور تم پھر بھی ضرورت مندی کی شکایت کرتے ہو۔

فضیل بن عیاضؒ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی تو رونا شروع کیا:

﴿أَلَمْ نَجْعَل لَّهُۥ عَيْنَيْنِ ۝٨ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ۝٩﴾

(البلد: ۹۰/ ۷-۹)



''کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں زبان اور دو ہونٹ (نہیں بنائے)۔''

ان کے رونے کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تجھے یہ دو آنکھیں دیکھنے کے لیے دی ہیں، کیا تو نے ایک رات بھی اس عظیم نعمت پر اللہ کا شکر ادا کیا؟ اور کیا تو نے ایک رات بھی ایسی گزاری ہے کہ اس زبان کی نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرتا رہا ہو، جس سے تو بولتا ہے اور اس انداز سے آپ نعمتوں کے بارے میں بیان کرتے رہے۔

◆ ۵ ایسی نعمت جس کی طرف انسان کا خیال بھی نہیں جاتا۔ سیّدنا عبداللہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ جو شخص صبح جان کی سلامتی اور تندرستی اور ایک دن کے کھانے کی موجودگی میں اٹھا تو گویا کہ اس کو دنیا کی ساری نعمتیں میسر آگئیں۔ [1]

بے شک امن و عافیت اور رزق کی نعمت اللہ کی سب سے بڑی نعمتیں ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں پر کی ہیں۔ پس جو آدمی اپنے دین، جان، مال اور عزت و آبرو کی سلامتی کے ساتھ دن کی ابتدا کرے اور اطمینان کی زندگی گزارے، اس حال میں گھر سے نکلے کہ اسے اپنے آپ اور اہل خانہ اور مال کے بارے میں پورا اطمینان ہو تو وہ جب کام کرتا ہے تو اس کام میں برکت ہوتی ہے۔ اچھی پیداوار

---

[1] سنن الترمذي: كتاب الزهد، باب في التوكل على الله (باب منه) حديث: ٢٣٤٦۔ الادب المفرد، صفحه ١١٢۔ حديث: ٣٠٠.

ہوتی ہے اور اس پیداوار کی وجہ سے ملک بھی خوشحال ہو جاتا ہے۔ سوامن و امان کی وجہ سے اقتصادی ترقی ہوتی ہے اور امن والے ملک میں مال دار لوگ اپنا پیسہ لگاتے ہیں جس سے ملک کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور مال لگانے والوں کو بھی۔ ان ملکوں کی طرف بھی نگاہ دوڑایئے جہاں امن نہیں ہے وہاں دہشت اور خوف کا عالم ہے۔ کیونکہ وہاں قسم قسم کے جرائم ہوتے ہیں۔ جیسے قتل، چور بازاری، اغواء برائے تاوان، بم پھٹنا، دہشت گردی تو پھر ان کی مالی حالت تباہ ہو جاتی ہے۔ ان ملکوں کو کرنسی جو بڑی مضبوط ہوتی ہے گر جاتی ہے۔ اس وجہ سے وہاں غریبی اپنے پاؤں جما لیتی ہے۔ اور اس ملک کے باشندے اپنی روٹی کے لیے در بدر ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ وطن سے بے وطن ہوتے ہیں، اگر وہ شکر ادا کرتے تو ان کے لیے بہت اچھا ہوتا۔ لیکن انہوں نے ناشکری کی، اور اس ناشکری نے برکتوں کو مٹا دیا اور نعمتوں کو زائل کر دیا۔

- ۶ لباس بھی ایسی نعمت ہے جس کے بارے میں لوگ نہیں سوچتے۔ اور سواری، بہترین خوراک اور ایسی دیگر نعمتیں ہیں جن سے سب لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن اکثر ایسے ہیں جو ان پر خدا کا شکر ادا نہیں کرتے، حالانکہ یہ ایسی نعمتیں ہیں جو ہمیشہ ان کے ساتھ رہتی ہیں۔ یقیناً نعمتوں کا قدر دان وہی ہوتا ہے جس سے نعمت چھین لی جاتی ہے۔ کسی بزرگ نے خطبۂ عید کے موقع پر فرمایا:

"آپ نے پھولوں کی طرح کھل کر صبح کی، اور لوگ غبار میں اٹے

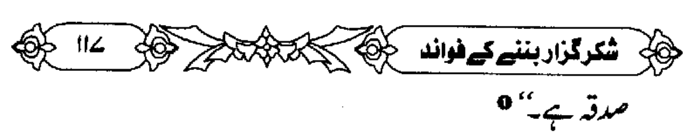
ہوئے ہیں۔ لوگ کپڑے بنانے میں لگے ہیں اور پہن رہے ہیں۔
لوگ دے رہے ہیں اور آپ صرف لینے میں مصروف ہیں۔ لوگ
گاڑیاں بنا رہے ہیں آپ صرف سواری ہی کر رہے ہیں۔ اور لوگ
فصلیں کاشت کر رہے ہیں اور آپ کا کام صرف کھانا ہے۔''
پھر شیخ بھی رو پڑے اور خطبہ سننے والے بھی ضبط نہ کر سکے۔

٧- ایسی غیر محسوس نعمت جس کی طرف خیال نہیں جاتا، یہ ہے کہ انسان اپنے گھر میں دروازہ بند کیے بیٹھا ہوتا ہے کہ کوئی سوالی آ تا ہے۔ اور دروازے پر دستک دیتا ہے۔ اور کھانے کو کچھ مانگتا ہے تو اللہ نے اس سوالی کو اس لیے بھیجا ہوتا ہے تا کہ وہ جان سکے کہ میرے اوپر اللہ نے کتنی نعمت کی ہے کہ میں دینے والا ہوں لینے والا نہیں ہوں۔

٨- ایسی غیر محسوس نعمت جس کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے حالانکہ یہ بہت آسان سا کام ہے لیکن اس پر بہت بڑے اجر کی بشارت دی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''انسان کے جسم کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہے، ہر روز یعنی جب سورج طلوع ہوتا ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرانا صدقہ ہے۔ کسی کی سواری پر سامان رکھوانے یا اتروانے میں مدد کرنا صدقہ ہے اور اچھی بات کرنا صدقہ ہے، نماز کے لیے اٹھنے والے ہر قدم پر صدقہ اور ہے راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا



صدقہ ہے۔" ❶

سلامی کا معنی ہڈیاں ہیں (اور ان کا اطلاق چھوٹے چھوٹے جوڑوں اور انگلیوں کی ہڈیوں پر ہوتا ہے) انسانی جسم ۳۶۰ ہڈیوں پر مشتمل ہوتا ہے جن میں سے ۲۶۵ ہڈیاں ظاہراً نظر آتی ہیں اور باقی بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔

ابن رجبؒ فرماتے ہیں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان ہڈیوں کا بہتر انداز میں جوڑنا اور صحیح وسلامت ہونا، ان نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے جو اللہ نے بندے پر کی ہے۔ تو ہر ہڈی پر صدقہ دینے کی ضرورت ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اس نعمت پر صدقہ ادا کرے تا کہ یہ صدقہ اس نعمت پر خدا کا شکر بن سکے۔ اسی لیے تو مجاہدؒ کہتے ہیں یہ خدا کی ظاہری نعمتیں ہیں جو تجھے بتاتی ہیں کہ تو اللہ کا شکر کس طرح ادا کرے۔ مذکورہ بالا روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہڈیوں کا صحیح سلامت ہونا، اور بہترین انداز سے جوڑنا اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ جو اس نے اپنے بندے پر کی۔ تو ہر ہڈی پر ہر روز ایک صدقہ کی ضرورت ہوتی ہے یہ کہ انسان ہر روز ہر ہڈی کی طرف سے صدقہ ادا کرے تو یہی صدقہ اس نعمت کی طرف سے شکر تصور ہوگا۔ اس لحاظ سے تو ہڈیوں کے برابر صدقے کرنے کی ضرورت ہے۔ جو بہت بڑی مقدار ہے، یہ تو انسان کے بس سے باہر ہے کہ اتنے صدقات کر سکے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے نیکی کرنے کے راستے آسان کر دیے اور بھلائی کے بہت سے دروازے کھول دیے تا کہ انسان شکر ادا کرے۔

---

❶ صحیح بخاری: کتاب الجهاد والسیر، باب من اخذ بالرکاب ونحوه، حدیث: ۲۸۲۷.

⑨ جتنے بھی کاموں کا ذکر مذکورہ بالا حدیث میں آیا ہے اللہ تعالیٰ نے سب کو صدقہ (نیکی) بنا دیا ہے۔ جناب محمد ﷺ نے فرمایا:

''ان ساری نعمتوں کے شکر کے لیے وہ دو رکعتیں کافی ہیں جو آدمی چاشت کے وقت ادا کرتا ہے۔'' ❶

(یعنی نماز چاشت) یہ اتنی بڑی چھوٹ بذات خود خدا کی طرف سے ایک اور نعمت بن جاتی ہے۔

⑩ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صحت اور سلامتی دی، یہ بھی بہت بڑی مخفی نعمت ہے۔

اس میں سیّدنا ابودراء رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''صحت و سلامتی جسم کی تکان ہے (جسم کا قرار صحت مندی ہے)

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں: ''آل داوٗد'' کی حکمتوں میں لکھا ہے، جسمانی صحت چھپی ہوئی بادشاہی ہے۔''

بعض آثار میں روایت ہے کہ کسی چیز سے تکلیف محسوس نہ ہونا بڑی نعمت ہے۔

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں لوگ دھوکے میں رہتے ہیں (خیال نہیں کرتے) صحت اور فراغت۔'' ❷

---

❶ سنن ابی داؤد: کتاب الادب، باب فی اماطة الاذی عن الطریق، حدیث: ٥٢٤٣.

❷ صحیح بخاری: کتاب الرقاق، باب ما جاء فی الصحة والفراغ، حدیث: ٦٤١٢۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ٣٤١، حدیث: ٧٨٤٥.

((اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ .))

”خدا کی قسم! روز قیامت انسان سے اس نعمت کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔“

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ⑧ ﴾ (التکاثر:۱۰۲/ ۸)

”پھر اس دن تم سے ضرور نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“

ترمذی نے ابن حبان سے حدیث روایت کی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بے شک نعمتوں کے حوالے سے پہلی چیز جس کے بارے میں روز قیامت بندہ سے سوال کیا جائے گا، اسے کہا جائے گا: کیا ہم نے تجھے صحیح سلامت جسم نہیں دیا تھا اور ٹھنڈے پانی سے تیرے پیاس نہیں بجھائی تھی۔“ [1]

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”نعیم سے مراد امن اور صحت ہیں۔“ [2]

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”نعیم سے مراد جسموں، کانوں اور آنکھوں کا صحیح ہونا ہے۔“ [3]

---

[1] سنن الترمذی: کتاب تفسیر القرآن، سورة التکاثر، حدیث: ۳۳۵۸ .

[2] تفسیر طبری: ۱۲/ ۶۸۰۔ سورة التکاثر، آیت: ۸ .

[3] تفسیر طبری: ۱۲/ ۶۸۰۔ سورة التکاثر، آیت: ۸ .

اللہ تعالیٰ بندوں سے پوچھے گا ان نعمتوں کو کہاں استعمال کیا؟ حالانکہ وہ خود ان باتوں سے بخوبی واقف ہے۔

وہب کہتے ہیں کہ ایک عابد آدمی پچاس سال تک اللہ کی عبادت کرتا رہا تو اللہ نے اسے وحی کی کہ بے شک میں نے تجھے بخش دیا۔ اس نے کہا: اے رب! تو نے مجھ کو کیسے بخش دیا حالانکہ میں نے تو گناہ کیے ہی نہیں! پس اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن میں موجود ایک رگ کو پھڑ کنے کا حکم دیا اس سے درد کی وجہ سے وہ نماز ادا کر سکا نہ سو سکا۔ پھر اسے سکون ملا تو سو گیا اس حال میں اس کے پاس فرشتہ آیا اس نے اس فرشتے سے درد کی شکایت کی اور کہا: مجھے اس رگ کے پھڑ کنے کی تکلیف کیسے ہوئی؟ تو فرشتے نے جواب دیا، آپ کا رب فرما رہا ہے:

"بے شک آپ کی پچاس سال کی عبادت اس ایک رگ کے سکون کے برابر ہے۔" [1]

(یعنی میں نے تمہیں جسمانی سکون دیے رکھا تب ہی تو تم عبادت کرتے رہے)

سلام بن ابو مطیع کہتے ہیں کہ میں ایک مریض کی عیادت کے لیے گیا۔ تو وہ آہ و بکا کر رہا تھا۔ میں نے اسے کہا: ان کو یاد کرو جو راستوں میں پڑے ہیں۔ اور ان کو یاد کرو جس کا کوئی ٹھکانا ہی نہیں، نہ کوئی ان کی خدمت گار ہے۔ کہتے ہیں اس کے بعد ایک بار پھر میں اس مریض کی عیادت کے لیے گیا تو وہ اپنے جی ہی جی میں کہہ رہا تھا: اے میرے نفس! ان کو یاد کرو جو راستوں میں پڑے ہیں، ان کو یاد کرو جن کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، نہ ہی کوئی ان کی دیکھ بھال کرنے والا ہے۔ [2]

---

[1] شعب الایمان: ٤/ ١٥١، حدیث: ٤٦٢٢. [2] حلیة الاولیاء: ٦/ ١٨٩.



اب کرنے کا کام کیا ہے!!

ہمیں اللہ کی ان نعمتوں کا علم حاصل ہو گیا، جو اس نے ہمارے اوپر کی ہیں۔ ہم نے انہیں محسوس بھی کر لیا۔ اب ہم نے خود ہی اپنے لیے تمام حجت کا اہتمام بھی کر لیا ہے۔ اور ہم نے ان کے بارے میں غور و فکر بھی کر لیا۔ جب ہمارے خلاف حجت قائم ہو گئی تو پھر ہمارے اختیار میں کچھ نہ ہوگا۔

اب ہمارے لیے مناسب تو یہی ہے کہ ہم اللہ عزوجل کا شکر ادا کریں۔ ہم اس انداز سے اپنے رب خالق اور مالک کا شکر ادا کریں جو ہمارے عمل سے بھی ادا ہو اور دائمی ذکر و اذکار سے بھی اور ایسی اطاعت سے بھی ہو جس میں نافرمانی کا دخل نہ ہو اور جو کچھ بھی ہمیں اپنے رب کی خاطر کرنا چاہیے وہ کرتے رہیں۔





توبہ استغفار

اے میرے اللہ! میں تجھ سے ایسے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جن کے ارتکاب کے بعد میں نے توبہ کی تھی، لیکن دوبارہ مجھ سے وہ گناہ سرزد ہوئے۔ اور میں تیری بخشش کا طلب گار ہوں ان کاموں پر جو میں نے تیرے لیے کرنے کا تہیہ کیا، لیکن پھر میں وہ کام نہ کر سکا۔

میں تیری بخشش کا خواست گار ہوں ان امور میں جن کے بارے میں میرا خیال تھا کہ صرف اور صرف تیری رضا کے لیے انجام دوں گا۔ لیکن دل نے ان کی ادائیگی میں کچھ اور چیزیں ملا دیں۔ جن کے بارے میں تو ہی بہتر جانتا ہے۔ (یعنی کامل اخلاص نہ رہا)

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعَالَمِ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.))

''اے اللہ! درود بھیج محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر، جیسے تو نے درود بھیجا

ابراہیمؑ پر اور آل ابراہیمؑ پر، بے شک تو محمود اور بزرگ ہے اور برکت نازل فرما محمدؐ پر آل محمدؐ پر، جیسے تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر تمام جہانوں کے اندر، بے شک تو خود اپنے آپ میں محمود اور بزرگی والا ہے۔"

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰه اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوبُ اِلَيْكَ .))

"اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور تمام تعریفیں تیرے لیے ہی ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ ہی سے بخشش مانگتا ہوں، تیری ہی طرف پلٹ کر آتا ہوں۔" (توبہ کرتا ہوں)

امام ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ سب سے کامل اور اکمل درود، درود ابراہیمی ہے جو آپ ﷺ تک پہنچتا ہے۔ یہی آپ ﷺ نے اپنی امت کو سکھایا، اس سے بہتر درود اور کوئی نہیں۔ [1]

درود ابراہیمی سے مراد وہ درود ہے جو ہم نماز میں آخری تشہد میں پڑھتے ہیں، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا نام درود ابراہیمی اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس میں ابراہیم علیہ السلام پر بھی درود ہے۔



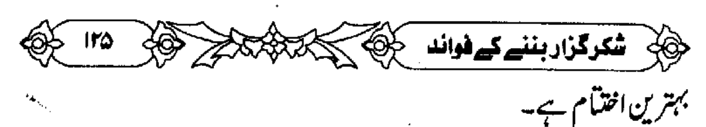
---

[1] زاد المعاد: ٢/ ٣٥٦.



آخری بات

میرے مسلمان بھائی یہ ایک تیز رفتار چکر تھا۔ جو ہم نے بعض نعمتوں کے دروازوں کے گرد کاٹا، اور بعض نعمتوں کے ابواب میں محو ہوئے۔ اور بعض ان لوگوں کے بارے میں مختصر سی معلومات حاصل کیں، جن پر انعامات ہوئے۔ ہم نے عجیب وغریب چیزیں ملاحظہ کیں۔ اور بعض اجنبی سی معلومات کے بارے میں پڑھا اور ہم نے شکر کرنے والوں کی اقسام اور دنیا میں ان کی کمی کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اور ہم نے یہ بھی جانا کہ ایک مسلمان کو اپنی ذات کے ساتھ کیسا رویہ رکھنا چاہیے، تاکہ وہ روزِ قیامت خدا کے سامنے کھڑا ہونے کی شدت کو کم کر سکے۔ (کہ وہ دنیا میں ایسے کام کرے جن سے اس روز کی شدت میں کمی آ سکے) اور ہر اس آدمی کے لیے ہم نے خدا کا شکر ادا کرنے کے طریقے اللہ کے فضل وکرم سے آسان کر کے پیش کر دیے۔ جو خدا کا شکر ادا کرنا چاہتا ہے۔ اور حقیقت شکر اس کی کیفیت اس کی اساس اور قواعد کی وضاحت کر دی۔ پھر ہم نے اس بحث کا شکر کی ایک اور قسم کے ساتھ اختتام کیا، جو قسم بذات خود بے مثال ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی شکر نہیں وہ یہ ہے کہ سب سے کم تر چیز کا شکریہ ادا کرنا، یعنی منعم حقیقی جو نعمتوں کا مالک ہے کا بندوں سے شکریہ ادا کرنا اور کیا ہی



بہترین اختتام ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میرے اور آپ کے اوپر اپنا احسان کرے کیونکہ ہم نے اس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کیا۔ اور ہمیں بہترین عبادت اور دائمی ذکر کی توفیق دے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں قول ثابت پر ہی قائم رکھے اور ہمیں اپنی رحمت سے نوازے۔ بے شک وہ ''وہاب'' ہے اور ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے کہ جنہیں نعمتیں دی جائیں تو شکر ادا کرتے ہیں۔ اور اگر آزمائش میں ڈالا جائے تو صبر کرتے ہیں اور جب گناہ کرتے ہیں تو بہ استغفار کرتے ہیں۔ یہی تین قسم کے لوگ حقیقت میں سعادت مند ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حالت بہتر کر دے اور ہمیں دین میں سمجھ بوجھ عطا کرے، ہمیں اور آپ کو شکران نعمت کی توفیق عطا فرمائے، ان نعمتوں کو اپنی اطاعت کرانے میں ممدو معاون بنائے۔ اور ان سے اپنے بندوں کو فائدہ پہنچائے۔ بے شک وہ ہی اس کا اہل ہے اور وہ ہی اس پر قادر ہے۔ اور درود و سلام ہو ہمارے نبی ﷺ پر ان کی آل وصحابہ سب پر۔

''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ .''

ساری قدرت اور طاقت اللہ ہی کے لیے ہے جو بلند اور عزت والا ہے۔

میں اللہ کی عزت عظمت، قدرت اور بادشاہی اور جلال کے واسطے سے اس برائی سے پناہ مانگتا ہوں جو اس نے پیدا کی اور پھیلائی، اور ان برائیوں سے جو اس زمین کے نیچے ہیں۔ اور ہر جاندار کے شر سے اللہ ہی اس کو پکڑنے والا ہے۔ بے

شک میرے رب کا راستہ سیدھا ہے۔ کسی کے پاس کوئی قدرت اور طاقت نہیں سوائے اللہ بلند و برتر عظمت والے کے۔ وہی ہر بے گھر کا ٹھکانا ہے اور وہی ہر ڈرنے والے کی پناہ گاہ ہے۔

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ."

میں اس کے ذریعہ سے اپنی ذات، دین، اہل اولاد سب انعامات الٰہیہ کو بچاتا ہوں، جو اس نے مجھ پر کیے ہیں۔ اور اس کے ذریعے سے میں ابلیس اور اس کے معاونین سے جو گھڑسوار ہوں، پیدل ہوں، اس کے ساتھ ہوں، اس کے مدد گار ہوں، اور سب انسانوں اور جنوں اور ان کی برائیوں سے نجات پاتا ہوں۔

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ."

اس کے ذریعے سے میں اس کی سختی کو ٹال دوں گا، جو میرے لیے سختی اور بغاوت کی کوشش کرے گا۔ اور اس دشمن کو اس کے ذریعے سے روکوں گا جو میرے ساتھ زیادتی کرے گا۔ اور اس کے ذریعے چال چلنے والے کی چال کو ناکام بنا دوں گا۔ اور جو دغا دے گا اس کے دغا کو زائل کر دوں گا۔ اور پوری مخلوق میں سے جو کوئی میرے خلاف کوئی بھی چارہ جوئی کرے گا اس کی اس کوشش کو ختم کر دوں گا۔

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ."

اس کے ذریعے سے میں اسے نیچا دکھاؤں گا جو مجھ پر غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کو ذلیل کر دوں گا جو مجھے ذلیل کرنا چاہے گا۔ اس کے ذریعے میں ظالم کی کمر توڑ دوں گا جو مجھ پر قادر ہو گا، میں اس پر قادر ہو جاؤں گا۔ پوری مخلوق

میں سے اس شخص کے شر سے اپنے آپ کو بچاؤں گا جو میرے ساتھ برائی کرنا چاہے گا۔

”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ .“

اللہ کی مدد اس کی عزت کے واسطے سے اس کی صفت قوت کے واسطے سے اور اللہ کی پناہ اس کی قدرت کے ذریعے سے اپنی زندگی اور موت کی حالت میں اس سے مدد مانگتا ہوں۔ اور اس وقت بھی جب ملک الموت میرے پاس آئے گا۔ حالت نزاع اور موت کی ہچکیوں کے وقت بھی اس ذکر سے علاج کروں گا اور اس سے اپنے روح اور جسم کی حفاظت کروں گا۔

”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ .“

جب میں قبر میں ڈالا جاؤں گا اور میرے ساتھ میرے اعمال کے علاوہ کچھ نہ ہوگا، اس وقت اسی ذکر کے ذریعے سے مدد مانگوں گا۔ جب میرے نامۂ اعمال کونشر کیا جائے گا میدان حشر میں، میں اس کے ذریعے مدد مانگوں گا۔ اور میں اپنے گناہوں اور خطاؤں کو دیکھ لوں گا جب قیامت کے روز زیادہ دیر ٹھہرنا ہوگا، پیاس کی شدت ہوگی۔ اور جب مجھے شدید ڈر اور خوف ہوگا، اعمال کا وزن ہو رہا ہوگا، تو اس ذکر کے ذریعے میں اپنے نیک اعمال کا وزن بڑھاؤں گا۔ اور اس کے ذریعے میں وہاں ثابت قدم رہوں گا۔ اور اولیاء اللہ کے ساتھ پل صراط پر سے گزر جاؤں گا۔

”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ .“

اس کلمہ کے ذریعے نیکوکار لوگوں کے ساتھ جنت میں ٹھکانا حاصل کروں گا۔

اسے مجھ سے اتنی بار کہنا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، جتنی بار کہنے والوں نے کہا اور مستقبل میں کہتے رہیں گے۔ (اس دنیا کی ابتدا سے اس کے انتہا تک) اتنی مرتبہ جتنی مرتبہ اللہ کی کتاب نے اسے شمار کیا۔ اور اس کے علم نے جس مقدار میں اس کا احاطہ کیا۔ بلکہ اس سے دگنا چار گنا بلکہ آٹھ گنا اور جتنی بار گن چکا ہوں، اس سے بھی کہیں زیادہ مرتبہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ اس کلمہ کو میری طرف سے قبول فرمالے جو بالکل شمار سے باہر ہو۔ اتنی مرتبہ کہ جن کا شمار اللہ کے علاوہ کوئی کر ہی نہیں سکتا اسی کے علم میں اس کی مقدار آسکتی ہے۔ اور اللہ کے علاوہ کسی اور کے اختیار میں کوئی قدرت اور طاقت نہیں۔

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ."





شکر گزار بننے کے فوائد

اگر بندہ دنیا و آخرت دونوں میں فوائد و ثمرات اور بے بہا نعمتیں حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ مخلوق کا شکریہ ادا کرنے سے پہلے بلکہ ہر دم اپنے خالق کی عطاؤں کا شکریہ ادا کرتا رہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے کہتا ہوں کہ انسان تو اللہ تعالیٰ کا صرف اس ایک آنکھ عطا کرنے کا شکریہ بھی ادا نہیں کرسکتا کہ جس کے ذریعے وہ دنیا جہان بھر کے نظارے کرتا ہے، سب کچھ دیکھتا ہے اور زندگی کے فیصلے کرتا ہے، دنیا کی دوڑ میں آگے بڑھتا ہے۔ اگر اس نعمت کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانا ہے تو ایک لمحے کے لیے تصور کریں کہ آپ کی بینائی جاتی رہی ہے...... اور آپ آنکھ پر ہاتھ رکھ کر زندگی کے معمولات کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں۔

ایک آنکھ ہی کے بغیر آدمی کی زندگی اندھیر ہے تو باقی اعضائے جسم قوتوں، سوچوں اور دوسری بے شمار عنائیوں پر بندے کو چاہیے کہ ہر وقت اللہ کریم کا شکریہ ادا کرتا رہے۔ کس طرح شکریہ ادا کرے کہ اللہ کریم خوش ہو جائے اور بندے پر اپنی رحمتوں، برکتوں، رضاؤں اور نعمتوں کی رم جھم رم جھم بارش برسا دے...... اس مقصد کے حصول کا طریقہ اس کتاب میں بتایا گیا ہے۔

محمد طاہر نقاش

دار الابلاغ

DARULIBLAGH

کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ